ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
2
www.tanzeem.org
7تا13جنوری 2014ء / 3تا9 ربیع الاوّل 1435ھ

انسان کامل ﷺ

حقیقتِ محمدیہ ﷺ کو الفاظ میں بیان کرنا بے حد دشوار ہے۔ یوں سمجھیے کہ حقیقت انسانی کی اصل حقیقت محمدی ﷺ ہے۔ آپؐ خلاصۃ الموجودات ہیں۔ آپؐ پر تکمیل انسانیت ہوئی۔ آپؐ ہی کی ذات واحد انسان کامل ہے۔ مردِ مومن کے لیے واحد مثالی پیکر یہی انسان کامل یعنی رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔

آپؐ تک رسائی عشق کے بغیر حاصل نہیں ہوتی' اور عشق کی تکمیل اسوۂ حسنہ کی پیروی کے بغیر ممکن نہیں۔ جس نے آپؐ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کیا' اسے آپؐ کی محبت حاصل ہوئی۔ اور جسے یہ سعادت نصیب ہوگئی' اسے سب کچھ مل گیا۔ بندۂ مومن جو توحید کا راز دار' متاعِ مصطفوی ﷺ کا امین اور اسوۂ حسنہ کا سرگرم متبع ہوتا ہے' احکامِ الٰہی اور فرامین مصطفوی ﷺ کے اتباع کی بدولت روحانی ارتقاء کی منازل طے کرتا ہے۔ عشق رسول ﷺ اُس کا زادِ راہ اور قرآنِ عظیم ساز و برگ ہوتا ہے۔

ایسے مردِ مسلمان کو وہ شوکت و سطوت نصیب ہوتی ہے' جو اسے ساری دنیا پر تصرف اور غلبہ بخشتی ہے' اور وہ انفس و آفاق کو مسخر کرتا ہے۔ اس کی ذات اوصاف باری تعالیٰ کا پرتو اور جلال و جمال کا مظہر ہوتی ہے۔ صداقت اور حقانیت کے لیے وہ رحمت اور باطل و ظلمت کے لیے قہر ہوتا ہے۔ علمی اور عملی' تمدنی اور اخلاقی زندگی میں اس کی ذات انسانیت کے لیے رہنما ہوتی ہے اور سیاست و اقتصادیات' معیشت و معاشیات' تہذیب و اجتماعیات میں وہ دنیا کے لیے چراغِ راہ ہوتا ہے۔ سائنسی علوم اور پوشیدہ حقائق اس پر منکشف ہوجاتے ہیں اور وہ بطنِ گیتی اور سینۂ افلاک کو چیر کر آسمان و زمین اور خلا و پاتال کے اسرارِ سربستہ کو حل کرتا اور بے پناہ قوت و غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ وہ عبدیت کے درجۂ کمال پر فائز ہوکر بیک وقت صفاتِ ملکوتی اور نیابتِ و خلافت باری تعالیٰ کے کمالات کا جامع بن جاتا ہے۔

اقبال اور محبت رسول ﷺ
ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی

اس شمارے میں

2013ء اور مفاہمتی پالیسی

منافقین کا گھناؤنا کردار

فرنگی مدنیت کی فتوحات

حقوق انسانی کا حقیقی عالمی منشور

کیا جسٹس منیر کی قبر کا ٹرائل نہیں ہو جانا چاہیے؟

یہود کی پاکستان دشمنی

قائداعظم کی شخصیت اور سیاست

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

جن وانس کا مادۂ تخلیق

سُورۃُ الحِجر | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | (آیات 27،28)

وَ الۡجَآنَّ خَلَقۡنٰہُ مِنۡ قَبۡلُ مِنۡ نَّارِ السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾ وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾

آیت ۲۷ ﴿وَ الۡجَآنَّ خَلَقۡنٰہُ مِنۡ قَبۡلُ مِنۡ نَّارِ السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾﴾ ''اور جنات کو ہم نے پیدا کیا تھا اس سے پہلے آگ کی لپٹ سے۔''

یہ لفظ ''سموم'' اردو میں بھی معروف ہے۔ موسم گرما میں صحرا میں چلنے والی تیز گرم ہوا کو بادِ سموم کہتے ہیں۔ آگ کے شعلے کا وہ حصہ جو بظاہر نظر آتا ہے اس کے گرد ہالے کی شکل میں اس کا وہ حصہ ہوتا ہے جو عام طور پر نظر نہیں آتا۔ شعلے کے اس نظر نہ آنے والے حصے کا درجہ حرارت نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں ''نارِ سموم'' سے مراد آگ کی وہی لپٹ یا لَو مراد ہے جو شدید گرم ہوتی ہے اور اسی سے جنات کو پیدا کیا گیا ہے۔ یہاں ایک نکتہ یہ بھی مدِنظر رہنا چاہیے کہ جنات کو اگرچہ آگ سے پیدا کیا گیا ہے مگر وہ آگ نہیں ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے ہمیں مٹی سے پیدا کیا گیا ہے مگر ہم مٹی نہیں ہیں۔ دوسری اہم بات یہاں یہ واضح ہوئی کہ جنات کو انسانوں سے بہت پہلے پیدا کیا گیا تھا۔

آیت ۲۸ ﴿وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾﴾ ''اور یاد کرو جب کہا تھا آپؐ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں ایک بشر کو سنے ہوئے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے۔''

یہاں پھر وہی ثقیل اصطلاح (صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ) استعمال ہوئی ہے۔ انسانی تخلیق کی ابتدا کے بارے میں ایک نکتہ یہ بھی لائقِ توجہ ہے کہ قرآن میں جہاں بھی تخلیق کے ان ابتدائی مراحل کا ذکر آیا ہے' وہاں لفظ آدم استعمال نہیں ہوا' بلکہ بشر اور انسان کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ پورے قرآن میں صرف سورۂ آل عمران کی آیت ۵۹ ایسی ہے جہاں اس ابتدائی تخلیق کے ضمن میں آدمؑ کا ذکر اس طرح آیا ہے: ﴿اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۵۹﴾﴾ ''یقیناً عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے۔ اس کو مٹی سے بنایا' پھر کہا ہو جا تو وہ ہو گیا۔''

فرمان نبویؐ

عَنۡ عَائِشَۃَ قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((خُلِقَتِ الۡمَلَائِکَۃُ مِنۡ نُوۡرٍ وَخُلِقَتِ الۡجَانُّ مِنۡ مَارِجٍ مِنۡ نَارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ عَلَیۡہِ السَّلَامُ مِمَّا وُصِفَ لَکُمۡ))

(مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فرشتوں کی پیدائش نور سے ہوئی ہے، جنات کو بھڑکتی ہوئی آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اس چیز سے ہوئی ہے جو تمہارے سامنے قرآن میں بیان کر دی گئی ہے۔''

تشریح: قاموس میں لکھا ہے کہ نور کے معنی یا تو روشنی کے ہیں یا روشنی سے پھوٹنے والی شعاع کے ہیں۔ بہرحال یہاں حدیث میں نور سے مراد اصل روشنی کا وہ جوہر ہے جس سے روشنی وجود میں آتی ہے۔ پس فرشتوں کی تخلیق اسی روشنی کے جوہر سے ہوئی ہے۔ لفظ ''جان'' کے معنی یا تو جن یا جنات کے ہیں یا اس لفظ سے مراد جنات کی وہ اصل (یعنی ان کا باپ) ہے، جس سے جنات کی نسل چلی ہے، جیسے انسان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ ''جو تمہیں بتا دی گئی ہے'' سے قرآن کریم کے ان الفاظ ﴿وخلقہ من تراب﴾ (اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا) کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
7تا13جنوری2014ء جلد 23
3تا9ربیع الاوّل1435ھ شمارہ 2
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون:36316638-36366638 فیکس:36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون:03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

2013ء اور مفاہمتی پالیسی

2013ء کا اگر ہم جائزہ لیں تو یہ سال بھی گزشتہ کئی سالوں کی طرح نظر آتا ہے اور کوئی بڑا فرق دکھائی نہیں دیتا۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر واقعات و حادثات اور سانحات سے بھرپور ایک سال (یا 12 ماہ یا 365 دن) دہشت گردی سے بہتے ہوئے خون، ڈرون حملوں سے انسانی جسموں کے اڑتے ہوئے چیتھڑوں، سیاسی و عسکری قیادت کے لیے امریکہ کی داد و تحسین اور ڈومور کی دھمکی آمیز نصیحت، بھارت اور افغانستان کے کرزئی کی کھلی دھمکیوں اور دہشت گردی کے حوالے سے مختلف القابات سنتے ہوئے بیت گیا۔ فوج سے کیانی اور عدالت سے افتخار رخصت ہوئے، لیکن بہت سے اہم سوال چھوڑ گئے جن کے جوابات مؤرخ کے ذمہ رہیں گے۔ اہم ترین خوشگوار یا ناخوشگوار واقعہ یہ ہوا کہ ہر پاکستانی کے دل میں بسا ہوا بھارت اور ہر بھارتی میں جاگزیں پاکستان دیکھنے والے صدر زرداری کے نام کے ساتھ سابق کا سابقہ لگ گیا اور وہ میاں نواز شریف جنہیں ہندو اور مسلم کا ایک جیسا کلچر، ان کے سانجھے رسم و رواج ایک جیسی بود و باش، ایک جیسی زبان اور سب سے بڑی بات کہ سروں پر ایک جیسا آسمان نظر آتا ہے اور جنہیں بھارت کا ہر محلّہ عمرہ جاتی کی طرح عزیز ہے اب وہ "قائداعظم ثانی" محمد علی جناح کی بچھائی ہوئی مسند اقتدار پر جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ وہ محمد علی جناح جنہیں برصغیر میں بسنے والے مسلمان سیاسی، معاشی اور سماجی گویا ہر ہر لحاظ سے ہندوؤں سے سرتاپا مختلف اور الگ قوم نظر آتی تھی۔ اسی دور بینی نے انہیں محمد علی جناح سے مسلمانانِ برصغیر نے قائداعظم بنایا۔ اب یہ فیصلہ بھی شاید مؤرخ ہی کو کرنا ہوگا کہ اول و ثانی میں سے کس قائداعظم کی نگاہ کج تھی اور کس پر حقائق واضح اور بین تھے۔

بہرحال تاریخ اور مؤرخ کو ایک طرف رکھئے کہ جس کا کام اسی کو ساجھے، ہم اپنے قارئین کی توجہ ایک لفظ "مفاہمت" کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ یہ لفظ گزشتہ دورِ زرداری میں سیاسی سطح پر سب سے زیادہ بولے جانے والا لفظ تھا۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ اس مفاہمت کی سیاست کی وجہ سے پاکستان نے 2013ء میں نئی تاریخ رقم کی ہے، ایک انقلاب تھا جو وقوع پذیر ہو گیا، ایک کارنامہ تھا جو سرانجام دیا گیا اور وہ یہ تھا کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اقتدار کی منتقلی (transfer of power) سادہ طریقے سے ہوئی تھی۔ نہ اسمبلی پر ایوانِ صدر کی طرف سے ضرب لگائی گئی، نہ کوئی طالع آزما آیا بلکہ بذریعہ انتخابات ایک سیاسی جماعت نے دوسری سیاسی جماعت کو اقتدار منتقل کر دیا۔ ہم بھی 2008ء سے 2013ء کے وسط تک مفاہمت کو مثبت معنوں میں لیتے رہے یعنی سیاست دانوں کا ایک دوسرے سے افہام و تفہیم، لڑائی جھگڑے سے گریز، لیکن 2013ء کے اختتام نے ہم پر یہ منکشف کیا کہ مفاہمت منفی بھی ہوتی ہے اور مفاہمت کسی کے خلاف اور کسی کی مزاحمت میں بھی ہوتی ہے۔ جب دورِ زرداری میں کرپشن اور مالیاتی اسکینڈل کے نئے ریکارڈ قائم ہو رہے تھے، بیڈ گورننس اپنے عروج پر تھی اس وقت مسلم لیگ (ن) کی فرینڈلی اپوزیشن کو ہم سیاست دانوں کی میچورٹی قرار دیتے رہے۔ خیال یہ تھا کہ اگلے نئے دور میں ان کا احتساب ہوگا، لوٹی ہوئی دولت کا ایک ایک پیسے کا حساب لیا جائے گا۔ آغاز میں ہمیں بتا بھی دیا گیا کہ اتنے کھرب کی کرپشن ہوئی ہے، پہلے قوم اتنی مقروض تھی اب اتنی ہے۔ لیکن پھر زرداری اینڈ کمپنی کو شاندار عشائیہ دے کر رخصت کیا گیا۔ واضح طور پر کہہ دیا گیا کہ کوئی مقدمات قائم نہیں کیے جائیں گے اور جس خوبصورتی سے احتساب بیورو کے چیئرمین کا انتخاب ہوا اور جس طرح اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ کو زبردستی پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کا سربراہ نامزد کیا گیا تو معلوم ہوا کہ حقیقت کیا ہے۔ گویا ہماری بوجھل آنکھیں کھل گئیں کہ یہ مفاہمت کس کے خلاف تھی، کس کے خلاف ہے اور کس کے خلاف قائم رکھنے کے ارادے ہیں۔ یہ عوام کالانعام ہیں جن کے خلاف مفاہمت ہوئی تھی۔ COD یعنی چارٹر آف ڈیموکریسی کا مغز اور

روح یہ تھی کہ پہلے ایک پارٹی حکومت بنائے گی، اسے لوٹ کھسوٹ کرنے' ظالمانہ ٹیکس لگانے اور عوام کا خون نچوڑنے کی کھلی اجازت ہوگی، اپوزیشن اس پر کبھی کبھار اسمبلی سے عارضی واک آؤٹ کرلیا کرے گی اور جب دوسری پارٹی اگلے انتخابات میں برسراقتدار آئے گی تو وہ پہلی حکومت کی تمام کرپشن اور لوٹ مار سے صرف نظر کرے گی۔ آصف علی زرداری یعنی اپوزیشن پارٹی کے سرغنہ جو یہ کہہ رہے ہیں ''قدم بڑھاؤ نواز شریف، ہم تمہارے ساتھ ہیں'' یہ جوابی کارروائی ہے، یہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اسی مفاہمت کا نتیجہ ہے کہ عوام کو سردیوں میں بجلی کے بل دیکھ کر پسینہ آ رہا ہے۔ دونوں کی دولت یورپی بینکوں میں ہے۔ لہٰذا مفاہمت سے 60 روپے کا ڈالر 110 روپیہ ہوگیا۔ اسی مفاہمت کے نتیجہ میں ہم اگر مہنگائی کا رونا روئیں گے تو لکھنے کو اور کچھ نہیں بچے گا اور پھر کون سی نئی بات قارئین کو بتائیں گے۔ وہ ہر روز اس سولی پر چڑھتے ہیں گویا روز جیتے ہیں، روز مرتے ہیں۔ آخر میں ہم ''مفاہمتیوں'' کی خدمت میں گزارش کرنا چاہیں گے کہ ضرب المثل اور محاورے طویل انسانی تجربوں کا نچوڑ ہوتے ہیں۔ انسان سیکھنا چاہے یا نہ چاہے یہ محاورے تاریخ کا سبق ہوتے ہیں۔ فارسی کے محاورے ہیں تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ اور ہر روز عید نیست کہ حلوہ خورد کسے۔ ہمارے یہ لیڈران ان پر غور کرنے کی زحمت کریں۔

اللہ انسانوں پر اور انسانوں کے گروہوں پر حالات بدلتا رہتا ہے۔ تاریخ کی یہ گواہی خواہی نخواہی آپ کو قبول کرنی پڑے گی کہ جو حالت اس وقت پاکستانی قوم پر طاری ہے یہ حالت کسی صورت زیادہ دیر نہ چلے گی۔ الطاف حسین کی باتوں سے ہمیں کم ہی اتفاق ہوتا ہے، لیکن ہم بھی سمجھتے ہیں کہ انہوں نے درست کہا ہے کہ 2014ء پاکستان کے لیے میک اور بریک کا سال ہے۔ بریک سے اللہ بچائے، لیکن میک کے لیے بھی ہتھوڑا چلانا پڑتا ہے، ٹھکائی بہت ہوتی ہے۔ ان کی بات چھوڑیے جنہیں صرف آج سے غرض ہوتی ہے، جو کل پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں انہیں ایک انقلاب نوشتہ دیوار اور اٹل حقیقت کے طور پر دکھائی دے رہا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ انقلاب تباہی و بربادی لانے والا خونی انقلاب نہ ہو بلکہ ایک اسلامی انقلاب ہو جو پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنا دے، جس کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا، جس کی عملی تعبیر کا آغاز قائداعظم محمد علی جناح کر گئے تھے اور جس کی سمت قراردادِ مقاصد نے معین کر دی تھی اور اکتیس علماء نے 22 نکات کی صورت میں ''کس کا اسلام نافذ کریں'' کا منہ توڑ جواب بھی دے دیا تھا۔ پھر کس نے طنابیں کھینچ لیں، کیسے مہاریں موڑ لی گئیں اور کیوں قوم نے اجتماعی یوٹرن لے لیا اس کا فیصلہ بھی مورخین کو کرنا ہوگا۔

2013ء کو ہم خون کا غسل دے کر کفنا دفنا چکے ہیں۔ 2014ء کا آغاز اس لحاظ سے اچھا ہوا ہے کہ وزیراعظم نے مولانا سمیع الحق کو طالبان سے مذاکرات کا ٹاسک دیا ہے۔ نیتوں کا حال اللہ جانتا ہے لیکن وزیراعظم سے محبت کرنے والے سب اینکرز ایک ہی بات کی رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ اگر سمیع الحق کے ذریعے مذاکرات بھی ناکام ہوتے ہیں تو پھر کیا ہوگا۔ وہ اپنے مخاطب سے سننے کے لیے بے تاب نظر آتے ہیں کہ پھر تو آپریشن کرنا ہی پڑے گا اور ایک اینکر جو صرف آپس کی بات کرتے ہیں، وہ بڑے دھڑلے سے کہہ رہے ہیں کہ میاں نواز شریف صرف بعض لوگوں کا منہ بند کرنے کے لیے مذاکرات کا ڈھونگ رچا رہے ہیں۔ بالآخر وہ کریں گے آپریشن ہی اور پھر ایک زبردست قہقہہ آپس کی بات کا حصہ بن جاتا ہے۔ البتہ ہم بھی ان سے ایک آپس کی بات کرتے ہیں بھائی صاحب! اگر آپریشن بھی ناکام ہوگیا تو پھر کیا ہوگا۔ اسی پر پاکستان کے بریک اور میک کا انحصار ہے۔ قبائلی بھائیوں سے بات بھی آپس کی بات ہے۔ 1947ء اور 2014ء کا کیلنڈر مکمل طور پر ایک جیسا ہے۔ 1947ء میں برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان بنایا تھا، 2014ء میں پاکستان کے مسلمان اسے اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے ان شاء اللہ!

پریس ریلیز 3 جنوری 2014ء **حافظ عاکف سعید**

علاج کے بہانے پرویز مشرف کو بیرون ملک بھجوایا گیا تو یہ نا منصفانہ ڈیل ہوگی

غدارِ وطن اور غدارِ ملت کا محاسبہ نہ ہوا اور اُسے عبرت ناک سزا نہ دی گئی

تو پھر آئین شکنی اور وطن دشمنی کا سلسلہ چلتا رہے گا

مولانا سمیع الحق کو طالبان سے مذاکرات کا ٹاسک دینا خوش آئند ہے مذاکرات نیک نیتی سے کیے جائیں

پرویز مشرف کی بیماری کا علاج بہر صورت پاکستان ہی میں ہونا چاہیے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر علاج کو بنیاد بنا کر پرویز مشرف کو بیرون پاکستان بھیجا گیا تو پھر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ بیماری کو عذر بنا کر سیاسی حکومت نے طاقت ور ادارے کے ساتھ ڈیل کر لی ہے، جس کے نتیجہ میں ایک ایسے شخص کو آزاد کر دیا گیا ہے جو نہ صرف آئین شکنی کا مرتکب ہوا بلکہ اُس نے اللہ و رسول ﷺ اور امت مسلمہ سے غداری کا ارتکاب کرتے ہوئے امارت اسلامیہ افغانستان کو اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ مل کر تباہ و برباد کیا، محب وطن اور پاکستان دوست قبائلیوں کا قتل عام کیا اور امریکہ کو پاکستان پر ڈرون حملے کرنے کی اجازت دی۔ انہوں نے کہا کہ ایسے غدار وطن اور غدار ملت کا محاسبہ نہ ہوا اور اُسے عبرت ناک سزا نہ دی گئی تو پھر آئین شکنی اور وطن دشمنی کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ امیر تنظیم اسلامی نے مولانا سمیع الحق کو طالبان سے مذاکرات کا ٹاسک دینے پر اطمینان کا اظہار کیا اور توقع کی کہ طالبان سے مذاکرات خلوص اور نیک نیتی سے کیے جائیں گے۔ اور اس حوالہ سے امریکہ اور عالم کفر کی جانب سے پڑ ڈالے جانے والے پریشر کو حکومت خاطر میں نہیں لائے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ اس مسئلہ کا حل مذاکرات کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ ہمارے پاس کوئی دوسرا آپشن سرے سے موجود ہی نہیں۔ اور جو لوگ فوجی آپریشن کی باتیں کر رہے ہیں، وہ درحقیقت پاکستان کو آگ اور خون کے دریا میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے مولانا سمیع الحق کی کامیابی اور پاکستان میں امن وامان کے قیام کے لئے دعا کی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

انصارِ مدینہ کا بے مثال ایثار اور منافقین کا گھناؤنا کردار

سورۃ الحشر کے دوسرے رکوع کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 27 دسمبر 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات! سورۃ الحشر ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس کی آیات 1 تا 10 کا مطالعہ ہم نے مکمل کرلیا ہے۔ آج ہم ان شاء اللہ آیات 11 تا 17 کا مطالعہ کریں گے۔ پچھلے رکوع کی آیت 9 میں انصار مدینہ کے ایثار و قربانی کی تحسین کی گئی ہے۔ انہوں نے جس طرح اپنے مہاجر بھائیوں کو ٹھکانہ دیا، اور جس طور سے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ قرآن مجید نے اسے ہمیشہ کے لیے محفوظ کرلیا۔ ظاہر ہے، نبی اکرم ﷺ کا دور قیامت تک کے لئے ہے۔ غلبۂ دین حق کی جدوجہد بھی روئے ارضی پر ہر دور میں جاری رہے گی۔ لہٰذا پھر بھی ایسا موقع آسکتا ہے کہ حق کی خاطر لوگوں کو ہجرت کرنا پڑے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ اُس وقت رول ماڈل کی صورت میں انصار کا کردار مسلمانوں کے سامنے رہے۔

انصار کے ایثار کے سلسلے میں ایک دو مثالیں نہایت ہی قابل رشک ہیں، جو روایات میں ملتی ہیں۔ ایک روایت وہ ہے جس کو امام بخاری نے نقل کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ جب مکہ سے مہاجرین مدینہ آئے تو انصار (یعنی مدینہ کے لوگوں) نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارے کھجوروں کے درختوں کو ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرمادیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں درختوں کو تقسیم نہیں کروں گا، تم ہی لوگ ہماری (یعنی مہاجرین کی) طرف سے بھی محنت کرلیا کرو، ہم پیداوار میں تمہارے شریک رہیں گے۔ انصار نے کہا کہ ہم آپؐ کی اس بات کو بسروچشم قبول کرتے ہیں۔‘‘ (بخاری)

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب مکہ کے مسلمانوں پر ان کے وطن کی زمین تنگ کردی گئی اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر وہ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آگئے تو چونکہ انہوں نے اپنا سارا سامان واسباب اور مال و متاع مکہ ہی میں چھوڑ دیا تھا، اس لئے یہاں مدینہ میں ان کی معاشی زندگی کا تکفل مدینہ کے مسلمانوں نے کہ جنہیں انصار کہا جاتا ہے، اپنے ذمہ لیا۔ اس کی شکل یہ کی گئی کہ نبی کریم ﷺ نے انصار مدینہ اور مہاجرین مکہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا۔ چنانچہ انصار مدینہ نے اپنے تمام مال واسباب میں مہاجرین کو برابر شریک بنالیا۔ اسی موقع پر انصار نے آپؐ سے درخواست کی کہ ہمارے کھجوروں کے درختوں کو بھی ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان تقسیم فرمادیجئے، تاکہ ہم اپنے اپنے حصہ کے درختوں میں محنت مشقت کریں اور ان سے پھل پیدا کریں۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ میں درختوں کی تقسیم نہیں کروں گا، بلکہ تمہیں لوگ ان درختوں کی دیکھ بھال کرو اور ان میں پانی وغیرہ دینے کی محنت ومشقت

ترتیب وتلخیص: ابو اکرام

خود گوارا کرلو، کیونکہ تمہارے ان بیچارے مہاجرین بھائیوں سے یہ محنت ومشقت برداشت نہیں ہوگی۔ پھر جب پھل تیار ہوجائے گا تو میں تمہارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کردوں گا۔ انصار کا جذبہ ایثار دیکھئے کہ آپؐ کے فیصلہ کو برضا ورغبت اور بسروچشم قبول کرلیا۔

ایثار کی ایک اور شاندار مثال غزوۂ بنی نضیر کے بعد کی ہے۔ جب بنی نضیر کا علاقہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ اب بندوبست کی ایک شکل یہ ہے کہ تمہاری املاک اور یہودیوں کے چھوڑے ہوئے باغات اور نخلستانوں سب کو ملا کر ایک یونٹ بنا کر تمہارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کردیا جائے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ تم اپنی جائیدادیں اپنے پاس رکھو اور یہ متروکہ اراضی ساری کی ساری مہاجرین میں بانٹ دی جائے۔ تو انصار نے اس پر کہا کہ ضرور آپ ایسا ہی کیجئے۔ انہی میں بانٹ دیجئے۔ بلکہ ہماری جائیدادوں میں سے بھی جو کچھ آپ چاہیں وہ بھی ان کو دے سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے وہ بھی حاضر ہے۔ یہ تھا انصار کا ایثار۔ اس پر حضرت ابوبکر ؓ پکار اٹھے: جزاکم اللہ یا معشر الانصار خیراً (اے انصاری بھائیو! اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین جزا عطا کرے) انصار کا یہی وہ عظیم الشان طرز عمل ہے جس کی وجہ سے قرآن مجید نے انہیں ایک رول ماڈل کے طور پر پیش کیا۔ یعنی اگر آئندہ کبھی کچھ لوگ کسی دوسرے علاقے میں مہاجر بن کر جاتے ہیں تو وہاں کے رہنے والوں کے لیے انصار کا کردار نمونہ ہوگا۔

اس کے بعد اب آیئے، اگلے رکوع کا مطالعہ کریں۔ دوسرے رکوع میں منافقین کا کردار سامنے آرہا ہے، جو انہوں نے غزوۂ بنی نضیر کے حوالے سے ادا کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب بنی نضیر کی گھناؤنی سازش کی بنا پر اُن کی مدینہ سے بے دخلی کا فیصلہ فرمایا تو عبداللہ ابن ابی نے بنی نضیر کو تھپکی دی تھی کہ نبی ﷺ نے تمہارے بارے میں جلاوطنی کا جو فیصلہ کیا ہے، اُس پر گھبراؤ نہیں، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ تمہارے پاس بہت کچھ اثاثہ، اسلحہ اور مضبوط قلعے ہیں، اور باہر سے ہم بھی تمہاری مدد کریں گے، لہٰذا ڈٹے رہو۔ محمدؐ کے ساتھیوں نے تمہارے خلاف کچھ کارروائی کی کوشش کی تو ہم تمہارے شانہ بشانہ

کھڑے ہوں گے۔قرآن مجید نے منافقین کا پول کھول دیا۔فرمایا:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (۱۱) لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ (۱۲)﴾

’’کیا تم نے ان منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کافر بھائیوں سے جو اہل کتاب ہیں کہا کرتے ہیں کہ اگر تم جلاوطن کئے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل چلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے۔اور اگر تم سے جنگ ہوئی تو تمہاری مدد کریں گے۔مگر اللہ ظاہر کئے دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ ہوئی تو ان کی مدد نہیں کریں گے۔اور اگر مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کو (کہیں سے بھی) مدد نہ ملے گی۔‘‘

یہاں واضح کیا گیا ہے کہ منافقین دھوکے باز اور دغاباز ہیں۔ یہ کہتے تو یہ ہیں کہ ہم مسلمانوں میں سے ہیں، لیکن ان کی ہمدردیاں اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ ہیں۔ بنی نضیر کے مدینہ سے اخراج کا فیصلہ اللہ کے رسول ﷺ کا ہے۔ آپؐ پر اوس اور خزرج دونوں کی اکثریت ایمان لاچکی ہے۔اس اعتبار سے اس معاشرے میں محمد رسول اللہ ﷺ کی سربراہ کی حیثیت میں کوئی شک نہیں،مگر یہ منافقین آپؐ کی اتھارٹی ماننے کو تیار نہیں۔ اسی بنا پر آپؐ کے فیصلے پر وہ بنی نضیر کو تھپکی دیتے ہیں کہ تم گھبراؤ نہیں، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔لیکن قرآن نے یہ صاف کہہ دیا کہ ایسا عملاً ہوگا نہیں۔منافقین عملی میدان میں بنی نضیر کا ساتھ نہیں دیں گے۔ یہ اُن سے جتنے وعدے کرتے ہیں، یہ سب طفل تسلیاں ہیں۔ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔یہ نہایت بزدل لوگ ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ یہود کا ساتھ دیں گے تو پھر وہ اپنی برادری کا سامنا نہیں کرسکیں گے۔قرآن نے منافقین کے بارے میں جو کہا تھا وقت آنے پر بعینہٖ وہی ہوا۔ آنحضور ﷺ اور آپؐ کے وفادار ساتھیوں نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا تو یہ محاصرہ ایک روایت کے مطابق چھ دن اور ایک اور روایت کے مطابق 15 دن تک جاری رہا،مگر اس دوران عبداللہ ابن ابی ادھر مڑ کر آیا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ بنی نضیر نے ہتھیار ڈال دیئے۔مسلمانوں نے جو کرنا تھا وہ سب کچھ کرلیا، مگر منافقین دبک کر بیٹھے رہے۔آگے فرمایا:

﴿لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ (۱۳)﴾

’’(مسلمانو) تمہاری ہیبت ان لوگوں کے دلوں میں اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔یہ اس لئے کہ یہ سمجھ نہیں رکھتے۔‘‘

منافقین کا حال یہ ہے کہ یہ اپنے کنبے والوں سے زیادہ ڈرتے ہیں مگر اللہ سے نہیں ڈرتے۔ انہیں یہ اندیشہ تو ہے کہ کہیں ہمارے کنبے والے ہمیں اپنی برادری سے نہ نکال دیں، ہمارا بائیکاٹ نہ کردیں لیکن انہیں اللہ کا کوئی خوف نہیں۔آج ہمارا بھی قومی سطح پر یہی حال ہے۔ ہمیں اصل خوف امریکہ کا ہے، اللہ کا نہیں ہے۔امریکا کے خوف ہی کی بنا پر ہماری حکومت نے شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کا فیصلہ کیا ہے۔اور وہاں زمینی اور فضائی حملہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔امریکہ کئی سالوں سے ہم پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ شمالی وزیرستان پر کارروائی کرو۔ وہاں پر ایسے عناصر چھپے ہوئے ہیں جو ہمیں مطلوب ہیں وغیرہ وغیرہ۔حمید گل صاحب نے بالکل صحیح کہا کہ آصف علی زرداری جیسے شخص کو اس آپریشن کی ہمت نہیں ہوئی۔ کیانی صاحب کے دور میں ایسا نہیں ہوا۔مگر نواز شریف جن سے توقع تھی کہ ملک کی باگ ڈور سنبھالیں گے تو معاملات کو ملکی مفاد کے مطابق آگے بڑھائیں گے،افسوس کہ آج انہی کے ذریعے یہ آپریشن کروایا جارہا ہے۔ یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے خیر خواہ نواز شریف امریکا کے آگے سربسجود ہیں، اور بیرونی ڈکٹیشن پر یہ تباہ کن کام کر رہے ہیں۔ہمیں اپنی سابقہ غلطیوں سے سبق سیکھنا چاہیے۔ہم نے جب پہلی مرتبہ وزیرستان میں آپریشن کیا تھا تو اس کے ردعمل میں ملک میں دہشت گردی کی خوفناک لہر آئی جس نے ملک کو آتش کدہ بنا رکھا ہے۔ محب وطن لوگوں نے اُسی وقت پرویز مشرف سے کہہ دیا تھا کہ یہ حرکت مت کرنا،اس کے نتائج ملک کے لئے سخت تباہ کن ہوں گے،مگر پرویز مشرف نے کسی کی نہ سنی اور آگ سے کھیلنے کا فیصلہ کرلیا۔ دو ہفتے پہلے اسلام آباد میں ایک کانفرنس کے دوران وزیرستان کے معروف صحافی ایاز وزیر نے اُن زیادتیوں سے پردہ اُٹھایا، جو ہم نے قبائلی بھائیوں کے ساتھ کیں۔انہوں نے بتایا کہ ہم لوگوں پر 60 ہزار سے زیادہ فضائی حملے کیے گئے۔ قبائلی وہ لوگ ہیں جو اسلام کے اور پاکستان کے حد درجہ وفادار چلے آتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں، کشمیر کا جتنا حصہ آج ہمارے پاس ہے، یہ انہی لوگوں نے ہمیں لے کر دیا تھا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ہم اپنے ان محسنوں کو تہہ تیغ کر رہے ہیں۔ یہ سارا ظلم امریکہ کے دباؤ پر کیا جارہا ہے۔عرب مجاہدین یا طالبان جو یہاں قیام پذیر ہیں، ان کا جرم کیا ہے؟ خود امریکا نائن الیون کے حوالے سے آج تک ان لوگوں پر جرم ثابت نہیں کر سکا، بلکہ ثابت تو یہ بات ہورہی ہے کہ نائن الیون درون خانہ سازش تھی، مگر امریکا سے یہ پوچھنے کی ہمت کون کرے؟اب جو ہم فوجی آپریشن کر رہے ہیں اس کا نتیجہ بہت خوفناک ہوسکتا ہے۔ایاز وزیر صاحب کہہ رہے تھے کہ اگر یہاں پر فوجی آپریشن ہوا تو اس کے نتیجے میں اندیشہ ہے کہ طالبان گوریلا وار شروع کر دیں گے۔ گوریلا وار کا معاملہ یہ ہے کہ اس میں امریکہ اور نیٹو کے جھنڈے تلے ساری دنیا کی عسکری طاقت طالبان افغانستان کو زیر نہیں کرسکی، تو ہم گوریلا وار لڑنے والوں سے کیونکر نبرد آزما ہوں گے، سوائے اس کے کہ اپنا ہی نقصان کریں، اور ملک کو انتشار اور دہشت گردی کی آگ میں جھونک دیں۔ وزیرستان آپریشن در اصل پاکستان کو مزید کمزور کرنے کی عالمی سازش کا حصہ ہے۔ اس سے عیاں ہے کہ موجودہ حکومت بھی امریکی غلامی میں اپنے پیش رو حکمرانوں کی پالیسی پر گامزن ہے۔ میں نے الیکشن سے پہلے اس منبر پر اور بعض دوسرے مقامات پر یہ کہا تھا کہ الیکشن کے نتیجے میں محض چہرے بدلیں گے، داخلہ اور خارجہ پالیسیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ آج آپ دیکھ لیں، سو فیصد وہی پالیسیاں چل رہی ہیں، بلکہ پہلے سے بھی بڑھ کر امریکہ کی چاکری ہو رہی ہے۔ اپنے لوگوں کے خلاف طاقت کا اندھا دھند استعمال نہایت ظالمانہ اور عاقبت نا اندیشانہ روش ہے۔ ہماری انہی غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم پر ہمارے دشمن بھی انگلیاں اُٹھا رہے ہیں۔ انڈین نیشنل کانگریس کے لیڈر راہول گاندھی نے عمران خان سے کہا ہے کہ ہم نے تو کبھی اپنے کسی علاقے پر طیاروں سے بمباری نہیں کی جس طرح آپ اپنے لوگوں پر کر رہے ہیں، نہ ہم یہ تصور کر سکتے ہیں کہ کوئی ملک ہمارے علاقے پر ڈرون گرائے۔کشمیر میں بھارتی فورسز بہت ظلم کر رہی ہیں، مگر جو کچھ ہم یہاں کر رہے ہیں، وہ شاید انہوں نے بھی نہ کیا ہو۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ خوف خدا سے عاری ہو گئے ہیں۔ اور جب مسلمان کے دل سے اللہ کا خوف نکل جائے تو پھر وہ نچلوں میں سے سب سے نچلا ہو جاتا

ہے۔ بہر کیف منافقین کے عزائم اور کرتوں کے حوالے سے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس لیے کر رہے ہیں کہ یہ ناسمجھ ہیں۔ یہ صرف ظاہر کو دیکھ رہے ہیں، انہیں تھوڑا وقتی سا فائدہ نظر آتا ہے، حقیقت سے یہ یکسر بے خبر ہیں۔ انہوں نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔

﴿ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ ﴾

"یہ سب جمع ہو کر بھی تم سے (بالمواجہہ) نہیں لڑ سکیں گے مگر بستیوں کے قلعوں میں (پناہ لے کر) یا دیواروں کی اوٹ میں (مستور ہو کر) ان کا آپس میں بڑا رعب ہے۔"

یہود کے تین قبائل اور منافقین جو ان کے بڑے ہمدرد اور خیر خواہ بنتے ہیں، یہ مل کر بھی تم سے جنگ کرنے کی ہمت نہیں کریں گے۔ ان کی گیدڑ بھبکیوں کو ذرا اہمیت نہ دو۔ ان میں تم سے نبرد آزمائی کا کچھ حوصلہ نہیں ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ بستیوں میں قلعہ بند ہو کر یا گھروں میں محصور ہو کر دیواروں کی اوٹ سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔ اس سے بڑھ کر یہ کچھ نہیں کر سکتے۔

﴿ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ (١٤) ﴾

"تم شاید خیال کرتے ہو کہ یہ اکٹھے (اور ایک جان) ہیں مگر ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ یہ اس لئے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔"

تم سمجھتے ہو کہ یہ اکٹھے ہیں، جبکہ ان میں آپس میں بھی لڑائیاں اور جھگڑے ہیں، باہمی اختلافات ہیں۔ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ مخالفتِ اسلام کے منفی مقصد کے سوا ان میں کوئی اشتراک نہیں۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف شدید بغض وعناد پایا جاتا ہے۔ اس وقت بدقسمتی سے یہ الفاظ ہم مسلمانوں پر صادق آ رہے ہیں۔ ہمارے ہاں امت واحدہ اور اسلامی بھائی چارہ کے نعرے تو بڑے زور شور سے لگتے ہیں، مگر عملاً صورتحال یہ ہے کہ ہمارے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں ہیں، سازشیں ہیں، اور وحدت امت محض ایک تصور کے طور پر باقی ہے۔ مسلمانوں میں افتراق کی یہ کیفیت مسلکی حوالے سے بھی ہے اور نیشنلزم کی بنیاد پر بھی۔ اصولی اعتبار سے پوری ملت اسلامیہ کو جسد واحد کی طرح ہونا چاہیے۔ مگر یہ امت چھوٹی چھوٹی مصلحتوں اور حقیر مفادات کے تحت منقسم اور باہم برسرپیکار ہے۔ وطنی قومیت کے تحت تقسیم اور اسلامی خلافت کے خاتمہ کی بنا پر امت کی وحدت پارہ پارہ ہو گئی ہے اور نتیجتاً امت زبوں حالی کا شکار ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی نظم "دنیائے اسلام" میں اسی صورتحال کا مرثیہ کہا تھا۔

کیا سناتا ہے مجھے ترک و عرب کی داستاں
مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز و ساز
حکمت مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

اسی نظم میں آگے چل کر علامہ اس زبوں حالی سے نجات کا نسخہ بھی بتاتے ہیں، وہ یہ کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر!
نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی
اڑ گیا دنیا سے تو مانند خاک رہگذر!
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (١٥) ﴾

"ان کا حال ان لوگوں کا سا ہے جو ان سے کچھ ہی پیشتر اپنے کاموں کی سزا کا مزا چکھ چکے ہیں اور (ابھی) ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے۔"

بنی نضیر کی مثال اُن لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے اپنے کرتوتوں کی سزا بھگت چکے ہیں۔ اس سے مراد بنی قینقاع ہے۔ بنی نضیر سے پہلے یہود کے قبیلہ بنو قینقاع نے بھی حضور ﷺ کے ساتھ بدعہدی کی تھی۔ لہٰذا ان کو نکال باہر کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ بنی نضیر نے اس سے کچھ سبق نہیں سیکھا۔ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے۔ لہٰذا اب انہی کی طرح یہ بھی عبرتناک انجام سے دوچار ہوں گے اور ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (١٦) ﴾

"(منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا۔ جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں۔ مجھ کو تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔"

بنو نضیر کو اُبھارنے والے منافقین کی مثال بیان ہوئی کہ اُن کا حال شیطان کا سا ہے۔ شیطان انسان کو اللہ کی نافرمانی پر اُبھارتا ہے، لیکن جب انسان اس کی باتوں میں آ کر کفر یا فسق و فجور کر بیٹھتا ہے، تو شیطان ناصح بن کر اُس کو ملامت کرتا اور اپنے کئے سے صاف اعلان براءت کر دیتا ہے۔ شیطان کے اس کردار کا تذکرہ سورۃ الانفال میں غزوہ بدر کے حالات میں بھی آیا ہے۔ مشرکین مکہ جب ابوجہل کی قیادت میں مسلمانوں کے خلاف میدان بدر کی طرف جا رہے تھے، تو راستے میں شیطان ایک قبیلے کے سردار کی شکل میں آیا۔ اور اس نے مشرکین کو تھپکی دی، یہ کہا کہ آج میں تمہارے ساتھ ہوں اور آج فتح تمہاری ہی ہو گی۔ شیطان اس لشکر کا حصہ تھا، لیکن جب اس نے میدان میں فرشتوں کو اترتے دیکھا تو اس کو اندازہ ہو گیا کہ نزول ملائکہ کی صورت میں اللہ کی طرف سے مدد آ گئی ہے۔ لہٰذا وہاں سے دم دبا کر بھاگ گیا، یہ کہہ کر میں تمہارے اس اقدام کی ذمہ داری سے بری ہوں۔ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور اللہ سخت پاداش دینے والا ہے۔

قرآن مجید میں کئی جگہ یہ بات آئی ہے کہ قیامت کے دن جب مجرمین اپنے جرم کی ذمہ داری اپنے شیطان لیڈروں پر ڈالنی چاہیں گے تو وہ صاف کہہ دیں گے کہ ہم تمہارے جرموں کے ذمہ دار نہیں۔ تم نے جو کچھ کیا اس کا خمیازہ بھگتو۔ شیطان کی طرف سے بھی یہی بات کہی جائے گی۔ سورۃ ابراہیم میں فرمایا: "جب (حساب کتاب کا) کام فیصل ہو چکے گا تو شیطان کہے گا جو وعدہ اللہ نے تم سے کیا تھا وہ تو سچا تھا اور جو وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا۔ ہاں میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے میرا کہنا مان لیا، تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔" (آیت:22) حقیقت بھی یہی ہے کہ شیطان کو انسان پر کچھ اختیار حاصل نہیں ہے۔ وہ آدمی کو صرف ورغلاتا اور سبز باغ دکھاتا ہے۔ وہ دنیاوی فائدے کا لالچ دے کر اُسے پٹڑی سے اتارنے کی کوشش کرتا ہے۔ منافقین بھی یہی شیطانی کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ اسلام دشمنوں کو اپنی حمایت کا یقین دلاتے اور انہیں حق کی مخالفت پر اُبھارتے ہیں، لیکن جب اہل حق کے ہاتھوں باطل قوتوں کی شامت آتی ہے تو پھر اُن سے الگ ہو جاتے ہیں اور اُن کا ساتھ نہیں دیتے۔

رکوع کے آخر میں فرمایا:

﴿ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ (١٧) ﴾

"تو دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں (داخل ہوئے) ہمیشہ اس میں رہیں گے اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں نفاق سے بچائے اور دعوت حق کی حمایت اور اُس کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

فرنگی مدنیت کے فتوحات

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

امریکہ روس کے خلاف سرد جنگ کے دور سے نکل کر اسلام کے خلاف گرما گرم دہکتی ہوئی جنگ میں داخل ہوگیا۔ ہر صاحب ایمان کی ہتھیلی پر دہکتے انگارے رکھ دیئے (بقدر ایمان)! دنیا کے نقشے پر آئے دن کوئی نہ کوئی خطہ یہ آگ پکڑ چکا ہوتا ہے اور کیا یہ محض اتفاق ہے کہ ایسا ہر خطہ مسلمان ہے؟ برما تا انگولا، وزیرستان تا یمن، مالی، وسطی افریقہ! مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد وہ ہے جو بہ زبان حال امریکہ/ دنیائے کفر سے یہ فریادیں کرتی ہے مجھے للہ جینے دو کہ میں لبرل مسلمان ہوں'۔ پورا دسمبر پاکستان کے اعصاب پر سوار رہا۔ اور میڈیا اور سرکار نے مل کر اس دہائی میں بذریعہ کرسمس اپنا حصہ ڈالا۔ کوئی قابل ذکر سیاسی، فوجی، سرکاری، تعلیمی ادارہ نہ چھوڑا جس میں ان مسلمانوں نے 'خدا کے بیٹے' (العیاذ باللہ۔۔۔استغفراللہ) کی سالگرہ جی جان سے نہ منائی ہو۔ قائداعظمؒ کی 100 اسلام اور مسلمانیت سے سرشار تقاریر ایک طرف رکھ کر صرف ایک سنبھال رکھی 11 اگست کی تقریر (سیاق وسباق کو بالائے طاق رکھ کر۔ خود اس تقریر میں سیکولرازم کے حوالہ کی حقیقت اوریا مقبول جان اپنے ایک کالم میں طشت از بام کر چکے ہیں۔) سیکولر بانی کے کندھے پر بندوق (چھری) رکھ کر خوب کیک پر کیک کاٹے گئے۔ بابائے قوم کا کندھا صرف ایسے وقت یاد آتا ہے۔ وگرنہ ان کی ضرب المثل امانت، ودیانت، اسلام کے لیے واضح دوٹوک محبت کو تو کندھا دے کر مزار قائد میں ساتھ ہی دفنا کر احتیاطاً مرمر کی سلوں سے سیل کر دیا۔ اوپر گارڈ بھی بٹھا دی۔ قوم پر کیکوں کی یلغار دیکھ کر روٹی کے بھوکوں کے لیے فرنچ شہزادی والے کیک تازہ ہوگئے!

وزیراعظم نے گورنر ہاؤس میں سرکاری کیک کاٹتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے استفادہ کرنے پر بھی زور دیا۔ اگر تعلیمات وہ ہیں جو سورۃ مریم میں مذکور ہیں تو چھری لرز کر گر پڑے اللہ کے غضب پر جو ارشاد فرمائی گئیں: ''اور کہتے ہیں اللہ بیٹا رکھتا ہے۔ (ایسا کہنے والو یہ تو) تم بری بات (زبان پر) لاتے ہو۔ قریب ہے کہ اس (افتراء) سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں۔ کہ انہوں نے اللہ کے لئے بیٹا تجویز کیا۔ اور اللہ کو شایاں نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے۔ تمام شخص جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اللہ کے روبرو بندے ہو کر آئیں گے۔'' (مریم:88 تا93)۔ قبل ازیں گہوارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا تعارف خود کرواتے ہیں۔ 'کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا' (مریم:30)

ہمارے الحی القیوم، وحدہ' لاشریک الٰہ واحد اللہ اور مسیحیوں کے خدا، ہمارے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے تصور یسوع مسیح میں جو فرق ہے اسے خلط ملط مت کیجیے۔ یہ آپ کا دائرہ کار (Domain) نہیں۔ یہ عقیدے، ایمان اور کفر کے نازک معاملات ہیں۔ ان سے کھلواڑ نہ کیجیے۔ اُدھر ننھے بلاول میاں نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ فرماتے ہیں: 'پاکستان میں کسی عیسائی کو وزیراعظم دیکھنا چاہتا ہوں'! آپ سے بڑھ کر اور کس کی ضرورت ہے! کہہ گئے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ! یہ نئے پاکستانیوں کا جذبہ جنوں ہے، جس پر وہ ہمت ہارنے کے لیے بھی تیار نہیں! مزید فرمایا: 'پیپلز پارٹی گرجا گھروں کے لیے ملک بھر سے فنڈ جمع کرے گی'۔ ضرور بسروچشم! عوام تو مسجد کے لیے چندہ دے کر جنت میں گھر بنانے کے حریص ہوتے ہیں۔ آخر سیکولر حضرات، اذان سے چڑ چڑ کر کالم لکھ مارنے والوں، این جی اوز والے یو ایس ایڈ کے پیسے کا ڈھائی فیصد گرجا گھروں کے لیے کیوں نہ نکالیں گے۔ بلاول تو اعزازی پادری بھی مقرر کئے جا سکتے ہیں!

اُدھر تعلیمی اداروں سے اسلامی تصور حیات، معاشرت کے مہذب اسلوب، شعائر اسلام مٹانے کے اہتمام جاری و ساری ہیں۔ نصاب تعلیم سے اسلامی شناخت کی ہر رمق مٹا دی گئی۔ تعلیم کے نام پر جدید مغربی جہالت اور بے راہ روی سمو دی گئی۔ ایک تعلیمی ادارے میں (اسلام آباد) اقبالؒ کے شعر پر تقاریر طالبات سے مانگی گئیں۔ 'فساد قلب ونظر ہے فرنگ کی تہذیب'۔ اور تاکید مزید یہ تھی کہ سب نے اس کے خلاف لکھ کر لانا ہے۔ یعنی مصرع کے حق میں لکھنے کی اجازت نہیں! اسی پر بس نہیں بیشتر تعلیمی اداروں میں خیبر میڈیکل کالج ہی کی طرح کے واقعات عام ہیں۔ ڈاڑھی اور پردے کا مذاق اڑانا اور باعمل طلبہ طالبات کو نکو بنانا! رہا معیار تعلیم تو ایکسرے بتاتا ہے کہ 57 ہزار اعلیٰ افسروں کی اسناد کی تصدیق نہیں ہوسکی۔ اس تحقیق پر قوم کا پیسہ نہ ضائع کریں۔ تمام کرسی والوں کو اعزازی ڈگریاں جاری کر دیں۔ سی ایس ایس میں 2 فیصد بھی حالیہ تحریری امتحان پاس نہیں کر پائے! علم حقیقی سے تو یوں بھی مکمل بے بہرہ ہیں۔ سینیٹر ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ وہ چوتھی پیپلز پارٹی کی اعلیٰ عہدہ دار ہیں، جو بار بار تلاوت قرآن میں فیل ہوئیں۔ اس مرتبہ سورۃ العصر کی تلاوت شروع کی۔ حسب سابق نہ ہوسکی۔ اس پریشانی کا حل ہی شاید بلاول میاں نے تجویز فرمایا ہے۔ لیکن نمائندگان قوم کا خوفناک حد تک جہل مذکورہ حالات سے ظاہر ہوتا ہے۔ نصاب زندگی (قرآن) سے اس حد تک لاعلمی۔۔۔؟ یہ ہیں قیادتیں اور دانشوران قوم!

اُدھر ڈرون حملوں پر دھرنے جاری ہیں۔۔۔ حالانکہ ہم خود آپریشن کر کے زیادہ بڑی تباہی مسلط کرنے پر قادر ہیں۔ تازہ ڈرون نے صرف تین کا شکار کھیلا۔ ہم نے ایک ہی ہلے میں 60 مار دیئے۔ کاروبار، گھر، بستیاں الگ تباہ۔ کرفیو مزید نافذ۔۔۔ امریکہ نہ جانے کیوں بدنامی مول لیتا ہے۔ اُدھر یو این سیکرٹری جنرل بانکی مون نے وزیراعظم سے 5 ہزار فوجی جنوبی سوڈان میں قیام امن کے لیے مانگے ہیں۔ حالانکہ ہم عالمی ایجنڈوں کی فرمانبرداری میں مغربی سرحد پر انہیں جھونکے بیٹھے ہیں۔ پھر ملک بھر میں چہلم کروانے کے لیے بھاری بھرکم تعیناتی اور ریڈ الرٹ کے لیے بھی فورس چاہیے تھی۔ سانس روک کر، کاروبار، تعلیم، ایمبولینسیں، موبائل روک کر ہم چہلم سے عہدہ برا ہوئے۔ علماء کو گرفتار کیے

رکھا۔ عاشورے پر اتنے بھاری اور تکلیف دہ نقصان کے باوجود جلوسوں کو انہی راستوں سے گزارا گیا۔

اُدھر حکمران جی حضوری باغ میں ایک اجڑی سہمی بھوکی تاریکی میں ڈوبی ٹھٹھرتی قوم کی ثقافت کے رنگ بھی جماتے رہے۔ سوفٹ امیج پاکستان، جعلی شادی کا سوانگ رچانے والے نوجوان دلہا دلہن کے رنگ رنگیلے مناظر سے رنگیلا شاہ کی یاد تازہ کرتے رہے۔ کالجوں میں برائیڈل شوز سب سے بڑی 'ہم نصابی' سرگرمی ہے سو منجھے ہوئے غیر شادی شدہ دلہا دلہن اور ہم نواؤں نے طیب اردگان کو 'باصلاحیت' پاکستانی نوجوانوں سے متعارف کروایا! طیب اردگان کا عالم اسلام پر اخوت اسلامی میں ڈوبا ہوا رویہ، غزہ، شام کے مسلمانوں کی دادرسی، عبدالقادر ملاّ کی شہادت پر اظہار غم، برما کے مسلمانوں کے قتل عام پر احتجاج شریف برادران کے لیے نمونہ عمل نہیں؟ تاہم یہی وہ عوامل ہیں جس کی بنا پر امریکہ اب اردگان کی حکومت کے درپے ہے۔ فتح اللہ گولن (امریکہ میں وسیع وعریض جائیداد اور دنیا بھر میں پھیلے کاروبار کا جال کے ذریعے) ترکی میں طیب اردگان کی حکومت الٹنے پر کمربستہ ہے۔ مصر میں حسنی مبارک سے بدتر آمریت لاکر اخوان جیسی صلح جو، صلح کل مہذب جماعت کو دہشت گرد تنظیم قرار دے کر امریکہ سرخرو ہوگیا۔ اب باری ہے ترکی کی! پاکستان تو وہ فدوی ہے کہ نیٹو سپلائی لائن پر کبھی ٹیکس وصول نہیں کرتا (عوام جو نچوڑے جانے کو موجود ہیں!) اب حکومت اسلام آباد میں امریکی چھاؤنی کے بعد لاہور میں گورنر ہاؤس سے متصل 12 ایکڑ زمین امریکی قونصلیٹ کی توسیع کے لیے دینے پر آمادہ ہوگئی ہے۔ سارا ملک ان کی چراگاہ ہے۔ ان کے سارے دشمن ہم نے لاپتہ کردیئے۔ وہ غیرت بریگیڈ کے لوگ تھے۔ ڈاڑھیاں رکھ کر قرآن پڑھ کر امریکہ کے خلاف پھنکارتے تھے۔ عدالتوں نے ستا رکھا تھا۔ اب لاپتہ کمیٹی اور تحفظ پاکستان آرڈیننس کے ذریعے یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا۔۔۔! امریکہ گھر بیٹھے پاکستان فتح کرچکا ہے۔ ہمارے حصے کیا آیا۔۔۔؟

بے کاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات

☆☆☆

خطبۂ حجۃ الوداع: حقوق انسانی کا حقیقی عالمی منشور

محبوب الحق عاجز
mehboobtnoli@gmail.com

نبی آخرالزماں، رسول اعظم، ہادیٔ عالم، حضور سرور کائنات ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپؐ کی رحمۃ للعالمینی کا عظیم الشان مظہر آپ کا لایا ہوا دین ہے، جس کے سبب انسان کفر وشرک کی ظلمتوں سے نکل کر توحید و معرفت الٰہی کی روشنی سے بہرہ ور ہوا اور عدل ومساوات، احترام آدمیت اور وقار و مساوات انسانی کی قندیلیں روشن ہوئیں۔ آپؐ کا مشن اس دین کو ہر گوشۂ زندگی میں غالب کرنا تھا۔ قرآن حکیم میں آپؐ کا یہ مقصد بعثت تین مقامات پر "لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ" کے الفاظ سے واضح کیا گیا ہے۔ پیغمبر عالم ﷺ نے اپنی تئیس سال کی شبانہ روز مساعی جمیلہ اور اللہ کی نصرت کے سہارے دین اسلام کو نہ صرف جزیرہ نما عرب کی حد تک غالب فرمادیا، بلکہ اس کی بیرون عرب تصدیر کا راستہ بھی کھول دیا۔

دین کے غلبہ اور اسلامی انقلاب کے بعد آپؐ نے 9 ذوالحجہ 10 ہجری (بمطابق 7 مارچ 623) کو حج کے موقع پر جبل رحمت کے دامن میں وقوف فرماتے ہوئے کم وبیش ایک لاکھ چوالیس ہزار افراد کے اجتماع کے سامنے ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں اسلام کو جہانی ضابطۂ حیات، ایک کامل نظام زندگی اور جامع و اکمل دستور انسانیت کے طور پر پیش فرمایا۔ کتب سیر میں اس معرکہ آرا خطبہ نبوی کو حجۃ الوداع، حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ خطبہ زبان رسالت مآب کی اعجاز آفرینی کا نادر نمونہ ہے، جس میں دین اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ، اسلامی دستور حیات کی بنیادوں، تمدن و معاشرت کے رہنما اصولوں اور سماجی و اقتصادی زندگی کی رفیع الشان الٰہیاتی اقدار کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ درحقیقت ختم الرسل ﷺ کی زبان مبارک سے نوع انسانی کے نام اللہ کا آخری پیغام اور حقیقی عالمی منشور ہے۔ جس زمانے میں ہادیٔ عالم کی بعثت ہوئی، انسانیت ظلم و ناانصافی کی چکی میں پس رہی تھی۔ ادنیٰ و اعلیٰ، آقا و غلام کے طبقاتی امتیازات قیامتیں ڈھا رہے تھے۔ ایران، ہندوستان اور روم و عرب ہر جگہ عدم مساوات، اونچ نیچ، بغض وانتقام اور انانیت وشیطنت کے اژدھے انسانیت کو ڈس رہے تھے۔ تب تہذیب مغرب نے بھی آنکھ نہ کھولی تھی اور یورپ بھی تاریک دور سے گزر رہا تھا۔ ظلم و جبر کے اس قہر آلود ماحول میں پیغمبر انسانیت اور رسول عالم ﷺ نے انسانیت کو حیاتِ نو کا پیغام سنایا۔

آپؐ نے فرمایا: لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو، اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک معزز و محترم وہ ہے جو زیادہ تقویٰ شعار ہے۔ پس کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی برتری حاصل نہیں اور کسی کالے کو کسی سرخ پر اور کسی سرخ کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، ہاں مگر تقویٰ کے سبب۔ پیغمبر انسانیت ﷺ نے اسی موقع پر اعلان فرمایا: لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت و آبرو، آپس میں ایک دوسرے پر حرام و محترم ہے (جس طرح یہ دن محترم ہے، یہ مہینہ محترم ہے) قیامت تک کے لئے۔ پھر کہا: دیکھو! میرے بعد کہیں گمراہ نہ ہوجانا کہ آپس ہی میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ اور پھر فرمایا: لوگو! میری بات سنو اور سمجھ لو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اور ایک مومن دوسرے مومن کے

لئے (آج کے دن کی طرح حرام ومحترم ہے) کہ اس کا گوشت دوسرے (مومن) پر حرام ہے کہ اسے کھائے پیٹھ پیچھے، اس کی غیبت کر کے، اور اس کی آبرو بھی دوسرے (مومن) پر حرام ہے کہ اس پر ہاتھ ڈالے (اور اس کی قبائے عزت کو پھاڑ ڈالے) اور اس کا چہرہ بھی حرام ہے کہ اس پر مارے، اور اُسے اذیت پہنچانا بھی حرام ہے اور یہ بھی (حرام ہے) کہ اسے دھتکارے اور ذلیل وخوار کرے۔ آپؐ کا ارشاد گرامی تھا: مجھ سے سن لو! تم زندگی گزارو (رہو، سہو، مگر اس طرح) کہ ظلم نہ کرنا، خبر دار ظلم نہ کرنا، سنو ظلم نہ کرنا۔ یہ بھی فرمایا: پس آپس میں ایک دوسرے کی جانوں پر ظلم نہ کرنا۔ یہ بات بھی واضح فرمائی کہ ہاں مجرم اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے۔ ہاں باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں اور بیٹے کے جرم کا ذمہ دار باپ نہیں، اور بیٹے کے جرم کا جواب دہ باپ نہیں۔ یہ بھی فرمایا: لوگو! سنو اور اطاعت کرو! اگرچہ تم پر کوئی ایسا نک کٹا حبشی غلام ہی کیوں نہ امیر بنا دیا جائے، جو تم میں کتاب اللہ کو قائم کرے۔ آخر میں فرمایا: اور تم سب عنقریب رب ذوالجلال کے پاس جاؤ گے۔ پس وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس فرمائے گا۔

پیغمبر انسانیت ﷺ نے حجۃ الوداع میں جن بنیادی حقوق اور تحفظات کو معاشرے کی بقا واستحکام کے لئے لازم ٹھہرایا، اُن میں تحفظ جان، تحفظ مال وملکیت، تحفظ عزت وآبرو، حق انصاف ومساوات اور فرق وامتیاز کے بغیر یکساں سلوک کا حق سرفہرست ہیں۔ ان حقوق و تحفظات پر مبنی عالمی منشور کا اجراء کسی سیاسی مصلحت، وقتی جذبے، کسی گروہی یا طبقاتی دباؤ کا نتیجہ نہ تھا، بلکہ اس کے پیچھے اسلام کی لازوال تعلیمات، قرآن حکیم کی ابدی وآفاقی ہدایات اور مدنی معاشرے کی زندہ و پائیدار روایات کی طاقت تھی۔ پھر یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ یہ منشور واعظانہ موشگافیوں، خیالی باتوں یا تجاویز و سفارشات کا آئینہ دار نہ تھا بلکہ دین الٰہی اور منشور انسانیت کا خاکہ تھا، جو دلوں کی آواز بن کر گونجا اور تمام نوع انسانی کے حقوق کے محافظ ونگراں کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آیا۔ دنیا میں انسانی حقوق کے تحفظ کے حوالے سے میگنا کارٹا کو ''منشور اعظم'' قرار دیا جاتا ہے۔ مگر اہل نظر بخوبی جانتے ہیں کہ میگنا کارٹا کا اجراء تیرھویں صدی عیسوی (جون 1215) میں انگلستان کے بادشاہ جان نے خالصتاً سیاسی مصلحت کے تحت کیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ امراء کی بغاوت کی آگ ٹھنڈی کی جائے۔ اس کے پیچھے عالمی انسانی بھلائی کا جذبہ کارفرما نہ تھا۔ چنانچہ اسی منشور کی دفعہ 61 میں اس حقیقت سے پردہ اُٹھاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ منشور میں تمام آزادیاں اور مراعات اس تنازعے کو ختم کرنے کے لیے دی گئی ہیں جو بادشاہ اور امراء کے درمیان پیدا ہوا تھا۔ پروفیسر mekchine کے الفاظ میں یہ منشور دراصل امراء کی خودغرضی کی پیداوار تھا، اور اس میں ذاتی غرض کارفرما تھی نہ کہ دوسروں کی غرض یا قومی مفاد۔ میگنا کارٹا کے پانچ صدیاں بعد 1789 میں فرانس میں ''اعلان حقوق انسانی'' کا اجراء ہوا۔ اس کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا اعلان تھا، جس نے حقوق وآزادی کا چراغ روشن کیا۔ اگر دیکھا جائے تو یہ اعلان بھی اُن تصورات اور مصالح کی پیداوار تھا، جس سے انقلاب فرانس نے جنم لیا تھا۔ حقوق انسانی کے حوالے سے تیسری اہم دستاویز وہ امریکی دستاویز ہے جو 1791 کو جاری کی گئی۔ اس کا حال بھی کم وبیش فرانس کے اعلان حقوق انسانی جیسا ہے۔ 10 دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ''عالمی منشور حقوق انسانی'' کی منظوری دی، مگر اس کی حیثیت بھی سفارشات کی ہے۔ یہ اپنوں کی نادانی اور غیروں کی عیاری کا کمال ہے کہ دنیا میں حقوق انسانی کا سب سے پہلا منشور خطبۂ حجۃ الوداع کی بجائے میگنا کارٹا کو قرار دیا جاتا ہے۔ یہ دن کے اجالے میں خورشید جہاں تاب کو نہ ماننے والی بات ہے، ورنہ یہ لاریب حقیقت ہے کہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کی پہلی اصل حقیقی اور منصفانہ دستاویز آپؐ کا خطبہ حجۃ الوداع ہے۔ حقوق انسانی کے اِس عالمی منشور کا نہ صرف چرچا میگنا کارٹا سے کئی صدیاں پہلے چار دانگ عالم میں ہو چکا تھا، بلکہ ان حقوق وتحفظات کا عملاً اطلاق بھی عہد نبویؐ سے ہوتا چلا آتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ بعد کے آنے والے منشورات حقوق انسانی میں جو بھی خیر و خوبی ہے، وہ پیغمبر اسلام ہی کے جاری کردہ منشور حقوق انسانی سے مستعار لی گئی ہے۔ آئندہ بھی دنیا میں جو خیر ظہور میں آئے گا وہ پیغمبر انسانیت کی روشن تعلیمات اور سرمدی احکام وفرامین ہی کی روشنی سے آئے گا۔ علامہ اقبال کے یہ دو شعر اسی حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں۔

ہر کجا بینی جہاں رنگ وبو
آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نور مصطفےٰ اُو را بہاست
یا ہنوز اندر تلاش مصطفےٰ است

یعنی دنیا میں جو بھی سماجی وتمدنی انقلاب آیا، اُس میں جو بھی خیر وخوبی ہے، اس کی ساری چمک دمک اور روشنی یا تو نور مصطفےٰ ﷺ ہی سے مستعار اور ماخوذ ہے یا پھر انسانیت چار وناچار حضور ﷺ کے لائے ہوئے نظام ہی طرف بڑھ رہی ہے۔ وہ دائیں بائیں کی ٹھوکریں اور افراط وتفریط کے دھکے کھا کر بالآخر وہیں پہنچے گی جہاں محمد رسول اللہ ﷺ نے اُسے پہنچایا تھا۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ
''جامع مسجد گلزار قائدنز دائیر پورٹ راولپنڈی'' میں
17 تا 19 جنوری 2014ء
(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے ومتوقع نقباء کے لئے)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء ونقباء اس میں شامل ہوں
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4434438، 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت 36316638-36366638(042)

کیا جسٹس منیر کی قبر کا ٹرائل نہیں ہونا چاہیے؟

اوریا مقبول جان

میرے سامنے اس وقت منگل 12 اگست 1947ء کا اخبار The Civil & Military gazette ہے۔ اخبار میں 11 اگست 1947ء کو پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس کی روداد اس سرخی کے ساتھ چھپی ہے: Pakistan Constituent Assembly Opens. یہ اخبار کسی مسلم لیگی رہنما یا کسی مذہبی رجحان رکھنے والی شخصیت کی زیر ادارت نہیں تھا بلکہ یہ خالصتاً برطانوی سرپرستی میں نکلنے والا اخبار تھا جو 1872ء میں لاہور، شملہ اور کراچی سے بیک وقت شائع کیا گیا۔ یہ دراصل چار انگریزی اخبارات کو ختم کرکے نکالا گیا تھا......ایک کلکتہ کا ''Mofussilite'' دوسرا ''Lahore Chronicle'' تیسرا ''Punjab Times'' اور چوتھا ''Indian Public Opinion''۔ اس اخبار کی شہرت مشہور انگریز ناول نگار اور شاعر رڈیارڈ کپلنگ (Rud Yard Kipling) کی وجہ سے ہے جس کا والد لاہور کے عجائب گھر کا کیوریٹر تھا۔ کپلنگ امتحانات میں اچھے نمبر نہ لے سکا اور اسے آکسفورڈ میں داخلہ نہ ملا۔ والد نے اسے اس اخبار میں اسسٹنٹ ایڈیٹر لگوادیا۔ اس زمانے میں سٹیفن ویلر اخبار کا ایڈیٹر تھا۔ 1886ء میں کے رونبسن (Kay Robinson) ایڈیٹر بنا تو اس نے کپلنگ کو اخبار میں افسانے لکھنے کے لیے کہا۔ یہیں سے اس کی شہرت کا آغاز ہوا۔ یہ وہی کپلنگ ہے جسے برطانیہ میں بھی ایک مہذب گورے کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی مشہور نظم White Man's burdon اس تعصب کی علامت کے طور پیش کی جاتی ہے۔ اس اخبار کا مزاج اور اس کی ادارتی پالیسی ہمیشہ سیکولر رہی۔ اس کے ادارتی بورڈ پر ہمیشہ گوروں کا قبضہ رہا یا ان کے تربیت یافتہ مقامی انگریزی لکھنے والوں کا۔

اس طویل تمہید کا مقصد یہ ہے کہ قائداعظم کی قانون ساز اسمبلی کی گیارہ اگست 1947ء کی جس تقریر کا حوالہ دے کر پوری قوم کو الجھن میں مبتلا کیا گیا ہے کہ شاید قائداعظم ایک سیکولر قسم کا پاکستان چاہتے تھے، اس کے مندرجات کو اس اخبار میں سب سے نمایاں ہونا چاہیے تھا، لیکن میں یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ اس اخبار میں گیارہ اگست 1947ء کی آئین ساز اسمبلی کی جو روداد چھپی، وہ انتہائی مختصر ہے۔ صبح دس بجے اجلاس شروع ہوتا ہے اور جوگندر ناتھ منڈل کو سپیکر منتخب کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد لیاقت علی خان کی جانب سے مبارکباد اور جواب میں مینڈل کے شکریے کے الفاظ ہیں اور ساتھ ہی ساتھ قائداعظم کی تعریف اور ان کی قیادت پر اعتماد کا اظہار ہے۔ اس کے بعد قائداعظم کے چند رسمی جملے ہیں جو اخبار میں دیے گئے ہیں۔ میں وہ فقرے ڈھونڈتا رہا جو زور وشور سے بیان کیے جاتے ہیں اور ثابت کیا جاتا ہے کہ قائداعظم جیسا عظیم لیڈر اس نوزائیدہ ملک کے سیاسی نظام کو اسلام سے دور رکھنے کا درس دے رہا تھا جو خالصتاً اسلام کے نام پر بنا تھا اور جس کی سرحد کی دونوں جانب انسان صرف اس لیے شہید کیے جا رہے تھے کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھتے تھے۔

یہ ایک ایسا جھوٹ ہے، جس پر یقین کرنے کی کوئی دلیل نظر نہیں آتی۔ جو قائد پاکستان کے قیام کے مطالبے کے لیے اپنی تقریروں میں ایک علیحدہ قومیت اور علیحدہ ضابطۂ حیات کی بات کرتا رہا ہو اور جو اپنی زندگی کی آخری تقریر یکم جولائی 1948ء کو ایک خالصتاً سرکاری تقریب یعنی سٹیٹ بنک آف پاکستان کے افتتاح پر کرے اور اس میں یہ ہدایات دے کہ ایک ایسا معاشی نظام مرتب کیا جائے جو اسلام کے سنہری اصولوں پر مبنی ہو اور پھر اسی تقریر میں مغرب کے معاشی نظام نے ایک ایسا، گند، (Mess) ڈال دیا ہے کہ اسے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے، وہی شخص آئین ساز اسمبلی کے افتتاح کے وقت ایک ایسی تقریر کیسے کرسکتا ہے، حالانکہ اس تقریر میں بھی کوئی ایسی بات نہیں جسے اسلام کے بنیادی اصول حکمرانی سے متصادم کہا جاسکے، لیکن قائداعظم جیسی محتاط شخصیت سے یہ بھی توقع نہیں کی جاسکتی تھی، جو اپنا ایک ایک لفظ ناپ تول کر بولا کرتے تھے۔

مجھے دوسری حیرت اس بات پر ہوئی کہ آئین ساز اسمبلی کا افتتاحی اجلاس ہے، آل انڈیا ریڈیو تمام تقاریب کی ریکارڈنگ کر رہا ہے اور اسے نشر بھی کر رہا ہے لیکن اس تقریر کی نہ کوئی ریکارڈنگ میسر آتی ہے اور نہ ہی تقریر کا کوئی ہینڈ آؤٹ کسی جگہ میسر ہے۔ ایک اور بے بنیاد دعویٰ کیا جاتا ہے کہ 12 اگست کے ڈان (Dawn) اخبار میں یہ تقریر چھپی تھی۔ تحقیق اور جستجو میں جاؤ تو اس دعوے پر ہنسی آتی ہے۔ ڈان اخبار کے دلی کے دفتر کو بلوائیوں نے چند ماہ پہلے آگ لگا دی تھی اور اس کے مالکان پریشان تھے کہ اخبار کہاں سے نکالا جائے۔ انہوں نے تمام بندوبست کرلیا کہ اس نوزائیدہ ملک کے دارالحکومت کراچی سے اخبار نکالا جائے۔ یوں ڈان اخبار کا پہلا شمارہ 15 اگست 1947ء کو شائع ہوا۔ اپنے جنم لینے سے تین دن پہلے اس اخبار نے قائداعظم کی یہ تقریر کیسے چھاپ دی۔ ایک اور کہانی اس تقریر کے ساتھ جوڑی گئی جو اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس زمانے کی اسٹیبلشمنٹ یعنی سول اور ملٹری بیوروکریسی نے اس تقریر کی اشاعت روکی تھی۔ وہ سول اور ملٹری بیوروکریسی جسے انگریز نے سیکولرازم کی لوریاں دے دے کر پالا تھا، جن کی سرکاری تقریبات میں شراب ایک سرکاری رسم کے طور پر پیش کی جاتی تھی، جہاں اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا اور سانس لینا تک انگریزی زبان اور تہذیب میں ہوتا تھا، وہ سب کے سب کیسے متحد ہوگئے اور کہا کہ یہ تقریر روک دو کیونکہ ہم پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانا چاہتے ہیں اور یہاں اسلامی نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک شخص کا نام بھی لیا جاتا ہے اور اسے پوری سول اور ملٹری بیوروکریسی پر بھاری ثابت کیا جاتا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا ہے لیکن دلیل کے ساتھ۔ طوائف کے کوٹھے سے گھنگھروں کی صدا تو بلند کی جاسکتی ہے، آخرِ شب کی سحر گاہی میں تلاوت کی نہیں۔

قائداعظم کی گیارہ اگست 1947ء کی تقریر کے بعد سیکولر حضرات کے نزدیک سب سے مقدس دستاویز منیر رپورٹ ہے۔ پاکستان کے اس متنازعہ ترین

چیف جسٹس کی رپورٹ کو بنیاد بنا کر کہا جاتا ہے کہ قائداعظم کا رائٹرز (Reuters) کو دیا گیا ایک انٹرویو اس رپورٹ میں درج ہے۔ فضل کریم صاحب کی بیٹی سلینہ کریم جب اپنی تعلیم کے دوران لندن گئیں تو انہیں بھی حیرت ہوئی تھی کہ ایسا انٹرویو قائداعظم کیسے دے سکتے تھے۔ انہوں نے تحقیق شروع کی۔ جھوٹا شخص اپنے بے بہا نشان چھوڑ جاتا ہے۔ جسٹس منیر نے اس انٹرویو کی تاریخ نہیں بلکہ سال 1946ء لکھا ہے۔ سلینہ کو وہ تمام فائلیں ڈھونڈنا پڑیں اور آخر پتا چلا کہ قائداعظم نے رائٹرز کو صرف ایک انٹرویو دیا جو 21 مئی 1947ء کو دیا گیا تھا۔ سلینہ کریم کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ جسٹس منیر نے قائداعظم کے انٹرویو کے پیرے کے پیرے ہی تبدیل کر دیے اور ان میں قائداعظم کے حوالے سے عوام کے اقتدارِ اعلیٰ کا سیکولر تصور ڈال دیا۔ اس کے بعد سلینہ کریم نے ایک طویل تحقیق کی اور 317 صفحات پر مشتمل کتاب لکھ ڈالی جس کا نام Secular Jinah & Pakistan: What the nation dosn't know ہے۔ یہ وہ جھوٹ ہے جو زور و شور سے اس قوم کے کانوں میں ڈالا جاتا رہا ہے اور آج سب لوگ یقین کر لیتے ہیں کہ ہو سکتا ہے، شائد' اگر' یا کسی مصلحت کے تحت قائداعظم نے ایسا کہا ہو گا، لیکن جھوٹے کو جھوٹا کوئی نہیں کہتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس ملک کے دس لاکھ شہداء سے غداری کی، ان کے مقدس خون اور قربانیوں کا مذاق اڑانے کے لیے جھوٹ بولا۔ اس قوم کو دانستہ گمراہ کرنے کے لیے سرکاری سطح پر جھوٹ کی فیکٹری لگائی گئیں۔ میری جستجو جاری ہے کہ وہ کون تھا جس نے یہ گیارہ اگست کی تقریر تخلیق کی اور اس جھوٹ کو عام کیا۔ ایک مجرم جسٹس منیر تو موجود ہے۔ کیا کوئی اس قبر کے ٹرائل کا نعرہ بلند کرے گا؟ (بشکریہ روزنامہ ''دنیا'' 30 دسمبر 2013ء)

ضرورت رشتہ

☆ دو جڑواں بیٹیوں عمر 26 سال، قد 5 فٹ 3 انچ اور 5 فٹ 4 انچ شرعی پردے کی پابند تعلیم ایم فل (اسلامیات) کے لیے دینی مزاج کے حامل، شادی بیاہ کی غیر شرعی رسومات سے مجتنب، برسرِ روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0305-2753850

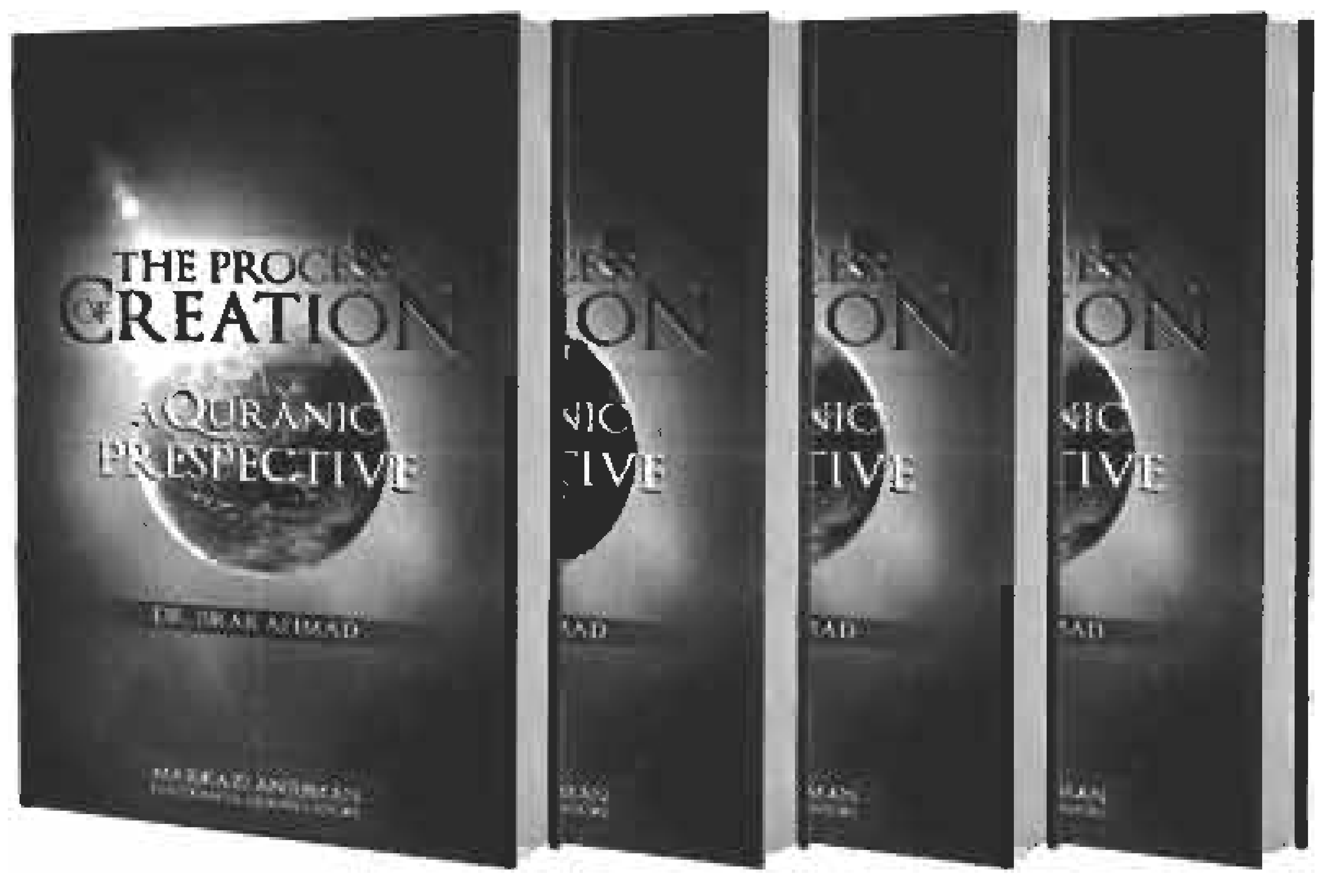

حقیقتِ انسان و کائنات کے موضوع پر فلسفہ و حکمت کے اعلیٰ ترین مباحث پر مشتمل

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف

ایجاد و ابداعِ عالم سے عالمی نظامِ خلافت تک

تنزل اور ارتقاء کے مراحل

کا انگریزی ترجمہ

از: ڈاکٹر ابصار احمد

☆ امپورٹڈ آفسٹ پیپر ☆ صفحات: 80 ☆ قیمت 120 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-35869501(042)
فیکس: 35834000(042) ای میل: maktaba@tanzeem.org
ویب سائٹ: www.tanzeem.org

دعائے مغفرت کی اپیل

- مقامی تنظیم فیصل آباد شمالی کے ناظم دعوت عامر رضا کے والد محترم انتقال فرما گئے۔
- مقامی تنظیم فیصل آباد غربی کے ملتزم رفیق شہزاد شفیع کے بہنوئی کا انتقال ہو گیا۔
- مقامی تنظیم بہارہ کہو اسلام آباد کے ملتزم رفیق خالد محمود عثمانی انتقال کر گئے۔
- تنظیم اسلامی باجوڑ (حلقہ مالاکنڈ) کے ملتزم رفیق عبید اللہ کی والدہ صاحبہ وفات پا گئیں۔
- قرآن اکیڈمی (شعبہ سمع و بصر) لاہور کے کارکن عبد اللہ واحد کے پھوپھا جان، انجمن خدام القرآن کے دیرینہ رکن چوہدری محمد صدیق گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ آمین

رفقائے تنظیم اور قارئین ندائے خلافت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

"اسلام کو صفحۂ ہستی سے کیسے مٹایا جائے"

یہود کی پاکستان دشمنی اور اُن کا طریقۂ واردات

غلام خیر البشر فاروقی

عالمی صہیونیت

فورڈ موٹر کمپنی کے جریدے "ڈیئر بورن انڈیپنڈنٹ" میں1921ء میں ہنری فورڈ نے "بین الاقوامی صہیونیت" پر قسط وار مضامین لکھے جنہیں بعد ازاں کتابی شکل میں طبع کیا گیا۔ مذکورہ کتاب سے اقتباسات ملاحظہ فرمایئے:

"یہود کے شدت کے ساتھ انکار اور عوام کے لیے معلومات فراہم کرنے والے اداروں کے پاس معلومات کی کمی کے سبب ایک عرصہ تک یہ حقیقت مبہم رہی مگر اب بتدریج حقائق سامنے آ رہے ہیں اور ہرزل کے یہ الفاظ حقیقت کا روپ دھار رہے ہیں کہ جب ہم ڈوبتے ہیں، ہم قدامت پسند انقلابی بنتے ہیں۔ انقلابی پارٹی کے چھوڑے کارندے۔"

"اب یہ رجحانات دو پہلوؤں پر کارفرما ہیں۔ اولاً تمام دنیا میں غیر یہود کی حکومتوں کے حصے بخرے کرنا اور دوسرا فلسطین میں صہیونی ریاست کا قیام۔ صہیونیوں نے فلسطینی حکومت کے لیے بہت شور مچایا، مگر اس کی عملاً حیثیت محض کالونی قائم کرنے کی سی تھی۔ فی الواقعہ اس دھندے کے پیچھے اصل عزائم وافر تیل اور معدنی دولت تک رسائی ہے اور انہوں نے عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالی۔ اس دھول کی تہہ میں خفیہ سرگرمیاں بھی ہیں۔"

"عالمی صہیونیت' جو عالمی مالیات اور حکمرانوں کو کنٹرول کرتی ہے، کسی لمحے کسی بھی جگہ جنگ یا امن کے ایام میں باہم اتفاق کر سکتی ہے۔ ہم سرزمین فلسطین کو یہود کے لیے کھول سکتے ہیں اور اس تاثر کو غلط ثابت کر سکتے ہیں کہ ان کا کسی دوسری بات پر اتفاق ہے۔"

پاکستان اور یہودیت

بالعموم عقل یہ باور کرنے کو تیار نہیں ہوتی کہ اسرائیل پاکستان کو نقصان پہنچا سکتا ہے، مگر یہ بات سچ اور کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ اسرائیل پاکستان کے درپے آزار ہے، یہود کی پاکستان دشمنی کے حوالے سے عالمی یہودی تنظیموں کی سوچ ملاحظہ کیجئے۔ سابق اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان یہ مشورہ دیتا ہے کہ

"عالمی یہودی تحریک کو اپنے لیے پاکستان کے خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہئے، کیونکہ یہ نظریاتی ریاست یہودیوں کی بقا کے لیے سخت خطرہ ہے اور یہ کہ سارا پاکستان عربوں سے محبت اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے۔ اس طرح عربوں سے ان کی محبت ہمارے لیے عربوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے۔ لہٰذا عالمی یہودی تنظیم کو پاکستان کے خلاف فوری اقدام کرنا چاہئے......

بھارت پاکستان کا ہمسایہ ہے جس کی ہندو آبادی پاکستان کے مسلمانوں کی ازلی دشمن ہے۔ جس پر تاریخ گواہ ہے۔ بھارت کے ہندو کی اس مسلم دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں بھارت کو استعمال کر کے پاکستان کے خلاف کام کا آغاز کرنا چاہئے۔ ہمیں اس دشمنی کی خلیج کو وسیع تر کرتے رہنا چاہئے۔ یوں ہمیں پاکستان پر کاری ضرب لگا کر اپنے خفیہ منصوبوں کی تکمیل کرنا ہے، تا کہ صیہونیت اور یہودیوں کے یہ دشمن ہمیشہ کے لیے نیست ونابود ہوں"

> سابق اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان یہ مشورہ دیتا ہے کہ "عالمی یہودی تحریک کو اپنے لیے پاکستان کے خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہئے، کیونکہ یہ نظریاتی ریاست یہودیوں کی بقا کے لیے سخت خطرہ ہے

(عرب اسرائیل جنگ کے بعد پیرس میں منعقدہ تجزیاتی کانفرنس میں اسرائیل کے پہلے وزیراعظم بن گوریان کی تقریر سے اقتباسات بحوالہ "جیوش کرانیکل" 9اگست 1967ء)

خدا نہ کرے کہ دشمنان اسلام و پاکستان کے منصوبوں اور سازشوں کے مطابق یہ ضرب اکیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں کارگر ہو جائے۔ پاکستان کو دنیا کے نقشے سے مٹانے کی باتیں اور رپورٹیں منظر عام پر آنا شروع ہو چکی ہیں۔ پاکستان میں انارکی، سفاکیت، باہمی نفاق اور ہنگامے، گھیراؤ جلاؤ، بجلی واجناس کا بحران ایک عرصے سے چلا آتا ہے۔ 2005ء سے دوسرا پایپ لائن مشن فوج اور عوام کو بالمقابل لانا بھی بتدریج آگے بڑھایا گیا۔ تیسرا پایپ لائن مشن 2015ء تک بھارت سے حملہ کرانا اور امریکی فوج کا ایٹمی اثاثوں کا کنٹرول میں لینا ہے......

امریکی نژاد یہودی فوجی ماہر پروفیسر ہرٹ اپنی رپورٹ کے صفحہ 215 پر لکھتا ہے:

"پاکستان کی فوج اپنے پیغمبرؐ کے لیے بے پناہ محبت رکھتی ہے اور یہی وہ رشتہ ہے جو عربوں کے ساتھ ان کے تعلق کو اٹوٹ بناتا ہے۔ یہی محبت، توسیع پسندانہ عالمی صہیونی تحریک اور مضبوط اسرائیل کے لیے شدید ترین خطرہ ہے۔ لہٰذا یہودیوں کے لیے یہ انتہائی اہم مشن ہے کہ ہر صورت اور ہر حال میں پاکستانی فوج کے دلوں سے ان کے پیغمبر ﷺ کی محبت کھرچ دے۔" پرویز کمانڈو کا دین ونظریہ کی بجائے "سب سے پہلے پاکستان" کا نعرہ معنی خیز ہے......!

یہود اپنے شیطانی پروگرام کے لئے ایک مخصوص طریقۂ واردات پر ایمان رکھتے ہیں جس کے مطابق:

1۔ اگر یہودیوں کو اس دنیا میں پھلنا پھولنا ہے تو انسان کے دل و دماغ سے ان کے پیغمبروں کی محبت، ایمانیات اور ان کے رسوم و رواج کی اعلیٰ اقدار کو تہس نہس کرنا ہوگا۔

2۔ عیسائی مبلغ ہوں یا مسلمان علماء ہر کسی کی کوئی نہ کوئی قیمت ضرور ہوتی ہے۔ سونے کی چمک کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا، ایسے بکاؤ مال سے رابطہ قائم رہنا چاہئے۔

3۔ عیسائی اور مسلمان علماء کو تبلیغ دین کے نام پر مالی مدد فراہم کی جائے تا کہ اس کی بنیاد پر وہ اپنے کام کو پھیلائیں۔ پھر اچانک ہاتھ روک کر انہیں پریشان کیا جا سکتا ہے کہ پھیلے کام کو کیسے ترک کیا جائے۔ لہٰذا اس صورت میں وہ یہودی مقاصد کی تکمیل کی خاطر مشروط مالی امداد بھی قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ (یہ "ریگولیٹری سکیم" حالیہ بین الاقوامی معاشی بحران میں بھی مفید رہی۔)

4۔ یہودی مقاصد کی تکمیل اور فوری نتائج حاصل کرنے کی خاطر ایک سیاسی طالع آزما کی تلاش بے حد اہم کام ہے، جس کی پشت پر مخصوص پروپیگنڈا بھی ہو۔ (جس کے کئی متبادل بھی موجود ہیں)

5۔ سیاسی طالع آزما کو اگر اپنی طرف سے حصول اقتدار کے لیے امداد کا وعدہ مؤثر تشہیر، جامع پروگرام اور منصوبہ کے ساتھ ساتھ یہ یقین دلا دیا جائے کہ تمہارے

اقتدار میں آنے سے قوم کی تقدیر بدل جائے گی اور تمہارے اقتدار کو اس سبب استحکام مل جائے گا تو وہ ہمارے مقاصد پورے کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے گا۔ (پاکستان کی ساٹھ سالہ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ مگر ایسے حکمران بالآخر استعمال شدہ دستانوں کی طرح پھینک دیئے گئے۔ مگر پھر بھی نیا آنے والا سبق سیکھنے پر آمادہ نہ ہوا۔)

6۔ یہودی جہاں بلا واسطہ کامیاب ہونے میں دشواری محسوس کرتے ہیں، وہاں وہ بالواسطہ طور پر عوامی مقرر قسم کے لوگوں کو سامنے لاتے ہیں، کیونکہ کچھ لوگ پیٹ کے بھوکے ہوتے ہیں، کچھ شہرت کی بھوک میں بلکتے ہیں۔ شہرت اور دولت کے ایسے بھوکے اگر کبھی بھٹکنے لگیں تو یہودی انہیں غیر مؤثر بنا کر فہرست سے اگلا مہرہ لے آتے ہیں۔ ایسا جو شخص بھی بعد از تلاش بسیار ہتھے چڑھ جاتا ہے، یہودی تنظیم اپنے تمام ذرائع سے اسے عوام میں مقبولیت دلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور یوں اس شخص پر اس کی محسن صیہونیت کی گرفت مضبوط تر ہوتی جاتی ہے۔ پھر ایسے شخص کو جب اقتدار سے الگ کرنے یا عوام کی نظروں سے گرائے جانے کی دھمکی دی جاتی ہے تو وہ اس بلیک میلنگ کی وجہ سے یہودی مقاصد کی تکمیل کے لیے ہر کام کرنے پر آمادہ ہوتا ہے، خواہ یہ کام کس قدر شرمناک یا کتنا ہی مذہب سے متصادم ہو۔ ہمارے سابقہ فوجی آمر اور ''عوامی جماعت'' سے تعلق رکھنے والے زردار حکمران اس کی سب سے نمایاں مثال ہے۔ سیاستدانوں کی طرح ڈیل کی ویڈیو فائلیں سب کی کھلی رہتی ہیں۔ ضرورت کے مطابق ٹریلر کی جھلکیاں دکھا کر ''بڑے بڑوں'' کو ''خاموش باش'' کر دیا جاتا ہے۔ ''آفریں! بنی اسرائیل آفریں'' (بشر عفی عنہ)

7۔ اوپر بیان کردہ فارمولا شاعروں، اداکاروں، صحافیوں اور دوسرے تعلیم یافتہ طبقوں مثلاً وکلاء اور پروفیسر حضرات کے لیے بھی کارگر ہے۔

8۔ یہود حتی الامکان اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ دشمن ممالک میں ان کی تمام تر اخلاقی، سماجی، معاشرتی، روحانی اور مذہبی اقدار کو تلپٹ کر دیا جائے۔ سماجی اور معاشرتی برائیوں کو فروغ دیا جائے۔ مثلاً منشیات، فحاشی، رشوت ستانی وغیرہ سے عوام میں حقیقی مسرت کو ''بابر بہ عیش کوش''، امن کو تخریب اور سازش، راحت کو لالچ اور ہوس سے متعارف کرایا جائے۔

9۔ یہودی اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ سائنسی طریقوں سے بیماریاں پیدا کی جاسکتی ہیں اور اس مقصد کے لیے ان کے ڈاکٹرز اور سائنس دان مصروف کار ہیں۔ (جو اکیسویں صدی میں گاہے گاہے ریہرسل کے مراحل سے بھی گزار دی گئی ہیں۔ ڈینگی وائرس سے لے کر مصنوعی زلزلے اور سونامی کی تباہ کاریاں جن کا سلسلہ ابھی اور دراز ہونا ہے، اس کے مظاہر ہیں۔ (دیکھو میری ''تحقیق'' ''آفریں! بنی اسرائیل آفریں'')

10۔ یہودیوں کا اس فلسفے پر ایمان ہے کہ تعمیر سے زیادہ تخریب کے ذریعے دولت حاصل کی جاسکتی ہے۔

11۔ انسانی فطرت میں برائی کی رغبت کو استعمال کرتے ہوئے یہودی اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہودی عورتوں کے ذریعے مؤثر افراد کو فحاشی میں ملوث کر کے مقاصد حاصل کیے جائیں۔

مکالمہ

قائداعظم کی شخصیت اور سیاست

بانیٔ پاکستان پر لکھے گئے ایک مضمون پر ندائے خلافت کے دیرینہ قاری جناب عبدالرشید عراقی کا مکتوب اور مدیر ندائے خلافت کا جواب

بخدمت ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

تقریباً ایک سال سے کم یا زیادہ عرصہ سے ندائے خلافت میں محترم فرقان دانش صاحب کا شخصیات پر مضمون شائع ہو رہا ہے۔ ہر مضمون میں متعلقہ شخصیت کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ اس کی دینی و علمی، قومی و ملی اور سیاسی خدمات کیا ہیں۔

ندائے خلافت کے شمارہ 47 میں بانیٔ پاکستان مسٹر محمد علی جناح پر مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں محترم فرقان دانش صاحب نے جناح صاحب کی سیاسی خدمات پر اپنا زورِ قلم صرف کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ ان جیسا سیاسی بصیرت کا حامل شخص برصغیر کے مسلمانوں میں پیدا نہیں ہوا اور ان کی سیاسی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

حال ہی میں دو کتابیں مسٹر محمد جناح کے متعلق شائع ہوئی ہیں:

(1) مسٹر محمد علی جناح (شخصیت و سیاست)
ازڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

(2) تو صاحب منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی
ازنور محمد قریشی ایڈووکیٹ

یہ دونوں کتابیں میرے خیال میں محترم فرقان صاحب کے مطالعہ میں نہیں آئیں۔ اگر وہ ان دونوں کتابوں کا مطالعہ کر لیتے تو ان کا مضمون اور نوعیت کا ہوتا۔

میں محترم فرقان دانش صاحب سے درخواست کرتا ہوں (اور اسے گستاخی تصور نہ کریں) کہ مذکورہ دونوں کتابوں کا مطالعہ کر کے ایک نیا مضمون بانیٔ پاکستان کے بارے میں لکھیں اور ندائے خلافت کے صفحات کی زینت بنائیں۔

والسلام مع الاکرام

عبدالرشید عراقی

☆☆☆

محترم و مکرم عبدالرشید صاحب عراقی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

مزاج گرامی! اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

آپ ندائے خلافت کے شمارہ 47 میں بانیٔ پاکستان محمد علی جناح پر شائع شدہ مضمون کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ مضمون نویس اگر حال ہی میں قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں تصنیف شدہ دو کتابیں پڑھ لیتے تو مضمون کی نوعیت ہی بدل جاتی۔ محترم عبدالرشید عراقی صاحب یہ مضمون چونکہ مدیر کی نگرانی اور توثیق سے لکھا گیا تھا، لہٰذا جواب عرض کرنے کی ذمہ داری بھی اُسی کی ہے۔ راقم آپ کی اس رائے سے اتفاق کرتا ہے کہ علم میں اضافے

اور بعض انکشافات سے انسان کے خیالات میں تبدیلی ممکن ہے۔ میں اسے ناممکن تو نہیں گردانتا۔ لیکن آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا آپ انسانی تاریخ میں کسی ایک سیاسی شخصیت کا نام تجویز کر سکتے ہیں جو غیر متنازعہ ہو (یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ میں صرف سیاسی شخصیت کی بات کر رہا ہوں، کسی مذہبی یا روحانی شخصیت کی نہیں) لہٰذا انتہائی قلیل تعداد میں چند انگلیوں پر گنے جانے والے افراد قائداعظم کے بارے میں اگر اچھی رائے نہیں رکھتے تو انہیں اُس کا حق ہے۔ اگر ایسی دو کتابیں لکھی گئی ہیں جن سے قائداعظم کا اچھا تاثر قائم نہیں ہوتا تو ان درجنوں کتابوں، درجنوں عظیم دانشوروں اور شخصیات کی تحریروں اور اقوال کا کیا کریں جو اُن کی دیانت، امانت، ذہانت، فطانت میں رطب للسان ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی بین الاقوامی شخصیات بھی ہیں۔ مسلم بھی ہیں اور غیر مسلم بھی۔ خود پنڈت نہرو کی ہمشیرہ وجے لکشمی پنڈت جب یہ کہتی ہیں کہ اگر کانگرس میں ایک ہی محمد علی جناح ہوتا اور مسلم لیگ میں سو گاندھی بھی ہوتے تب بھی پاکستان نہ بن سکتا، تو اسے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔

اگر ایسی دو کتابیں لکھی گئی ہیں جن سے قائداعظم کا اچھا تاثر قائم نہیں ہوتا تو ان درجنوں کتابوں، درجنوں عظیم دانشوروں اور شخصیات کی تحریروں اور اقوال کا کیا کریں جو اُن کی دیانت، امانت، ذہانت، فطانت میں رطب للسان ہیں۔

محترم عراقی صاحب! تاریخ کو اگر آپ دو حصوں میں تقسیم کریں، ایک ماضی بعید کی تاریخ اور دوسری ماضی قریب کی تاریخ تو ماضی بعید کی شخصیات اور حادثات و واقعات وغیرہ پر ایک شخص کی نظر صرف مؤرخین کے حوالے سے ہوتی ہے۔ آپ کو تمام گوشوں اور تمام جہتوں سے جائزہ لے کر یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ فلاں شخصیت کیسی تھی۔ مثلاً اُس کی محفلیں کیسی تھیں؟ اُس کے دست و بازو بننے والے کیسے لوگ تھے؟ وغیرہ وغیرہ اور آپ کا یہ سارا علم بالواسطہ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے، آپ کو کوئی عینی گواہ دستیاب نہیں ہوتا۔ لیکن جب آپ ماضی قریب کی کسی شخصیت کی چھان پھٹک کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو بہت سے ایسے لوگ دستیاب ہو جاتے ہیں جو آنکھوں دیکھا حال بھی آپ کو بتا سکتے ہیں۔ میں قائداعظم کے حوالہ سے دینی شخصیات کو ملوث نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن کیا مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور پیر جماعت علی شاہؒ جیسی عظیم دینی شخصیات نے آنکھیں بند کر کے قائداعظم اور مسلم لیگ کی حمایت کر دی تھی۔ جن بزرگانِ دین نے پاکستان اور قائداعظم کی مخالفت کی تھی میری نظر میں وہ بھی انتہائی واجب الاحترام شخصیات تھیں اور اپنی اس مخالفت میں انتہائی مخلص تھیں کہ اُنھیں ہند کی تقسیم میں مسلمانوں کی بھلائی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اُن کا اپنا ویژن تھا اور وہ لوگ چونکہ اسلام اور مسلمان کے ساتھ مخلص تھے، لہٰذا وہ پاکستان اور قائداعظم کی مخالفت کر رہے تھے۔ لیکن آپ براہِ کرم اِن محترم شخصیات (جن میں حسین احمد مدنیؒ اور ابوالکلام آزاد بھی شامل تھے) کا ایک جملہ ہی دکھا دیں جو صد اختلافات کے باوجود قائداعظم کے کردار کے بارے میں منفی نوعیت کا ہو اور جو قائداعظم کے اخلاص پر سوالیہ نشان کے طور پر نظر آتا ہو۔ مولانا عبدالمالک کاندھلویؒ (سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور) 1948ء میں ممبئی میں اُس مجلس میں بنفس نفیس موجود تھے جب حسین احمد مدنیؒ نے ایک سوال کے جواب میں پاکستان کو مسجد کی مانند قرار دیا تھا۔ حضرت کا یہ تبصرہ اُن کی عظمت پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے اسے انا کا مسئلہ نہیں بنایا۔ آپ کی مذکورہ دو کتابوں میں اِس کے سوا کیا ہوگا کہ وہ انگریز کے ایجنٹ تھے اور انہوں نے انگریز کے اشارے پر ہند کو تقسیم کروایا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ کہتے کہتے باچا خان کے خاندان کا تیا پانچہ ہو گیا۔ ولی خان لندن کی لائبریریاں ٹٹولتا ٹٹولتا مر گیا، لیکن کوئی بات ثابت نہ کر سکا اور اسفند یار ولی خان آج اپنی خاندانی سرخ پوشی امریکہ کے قدموں میں ڈھیر کر چکا ہے۔ زیادہ تفصیلات مناسب نہیں۔

محترم عراقی صاحب! کانگرسی مسلمان بھی آج تک قائداعظم پر انگریز کا ایجنٹ ہونے کے سوا کوئی الزام نہ لگا سکے اور بقول آپ کے اِن دو کتب کے مطالعہ سے قائداعظم کی شخصیت کا امیج تبدیل ہو سکتا ہے تو ظاہر ہے اِن میں قائداعظم پر مزید الزامات ہوں گے۔ اِس پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں پہلا یہ کہ اِن دو حضرات نے پون صدی سے یہ سب کچھ سنبھال کر کیوں رکھا تھا اور دوسرا یہ کہ جن برائیوں کا انکشاف کسی مخالف ہندو، سکھ یا انگریز پر نہ ہو سکا وہ اِن دو حضرات کو کیسے الہام ہوا۔ حضرت الزام آج تک صرف ایک ہی لگا ہے کہ انگریز کے ایجنٹ تھے، لیکن کیا ہند کو تقسیم کرانے والے ایجنٹ کی پاکستان بھر میں کوئی جائیداد ہے۔

13 ماہ کی گورنری کا ریکارڈ بتاتا ہے کہ فاطمہ جناح کو کہا جاتا تھا یہ تمہارا سامان ہے، اس کی ادائی تم اپنی جیب سے کرو گی۔ وزراء کو سرکاری خرچہ سے کافی پلانے پر پابندی رہی۔ کوئی ریکارڈ ظاہر کرتا ہے کہ اپنی ذات کے لیے کوئی معمولی سرکاری رقم خرچ کی گئی ہو۔ آخری سوال یہ کہ انگریز کا ایجنٹ بن کر کیا مادی یا کسی نوعیت کا کوئی فائدہ حاصل کیا۔ لیکن خود قائداعظم نے پاکستان کے لیے کیا ایثار کیا، اِس پر کتابیں موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایک ذہین پڑھے لکھے شخص نے بیکار کی ایجنٹی کیوں کی۔ قائداعظم پاکستان کے مطالبے سے دستبردار ہونے کا ہلکا سا اشارہ بھی دے دیتے تو کانگرس اُنھیں متحدہ ہندوستان کا تاحیات گورنر جنرل بنانے پر فوری تیار ہو جاتی۔ بعض آراء کے مطابق اُنھیں ایسی آفر کی بھی گئی تھی۔

میں نے قائداعظم کو کبھی مذہبی یا دینی شخصیت قرار نہیں دیا۔ انہوں نے خود بھی کبھی اِس کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمد قائداعظم کے نام کے بعد رحمۃ اللہ نہیں کہتے تھے۔ وہ اُسے صرف دینی شخصیات کا استحقاق سمجھتے تھے۔ آخر میں اِس بات کا اعادہ کرنا ضروری سمجھوں گا کہ قائداعظم ہماری نگاہ میں جدید جمہوری دور کے محض ایک سیاست دان تھے۔ لیکن وہ ایک کھرے سچے دیانت دار اور اپنے مشن سے مخلص انسان تھے۔ البتہ بعض شہادتوں اور حوالوں سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ قیامِ پاکستان کے حوالے سے اُنھیں اللہ رب العزت کی نصرت اور حمایت حاصل تھی واللہ اعلم۔ ان میں سے ایک شہادت نوائے وقت کے حوالہ سے ندائے خلافت میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

والسلام

مرزا ایوب بیگ

مدیر ندائے خلافت

قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

☆☆☆

تعارف وتبصرہ کتب

تبصرہ نگار: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

①

نام رسالہ : ماہنامہ ''حکمتِ بالغہ'' جھنگ

(خصوصی اشاعت: الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ ﷺ)

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

ضخامت: 160 صفحات قیمت: 135 روپے (سالانہ زرتعاون: 400 روپے)

ملنے کا پتہ: مکتبہ قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ، جھنگ

رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنا اور سلام کہنا بہت بڑی نیکی ہے۔ مرتب نے اس تحریر میں الصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد ﷺ پر جامع انداز میں گفتگو کی ہے۔ جریدے کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ تمہید سمیت پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ آغاز میں مستند عربی لغات میں الصلوٰۃ کے معانی کی وضاحت ہے۔ پھر دورِ حاضر کے معروف مفسرین کے حوالے سے سورۃ الاحزاب کی آیت کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں درود شریف کی اہمیت اور فضیلت پر مشتمل چند احادیث ہیں۔ نیز آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھنے والے کو رسول اللہ ﷺ کی زبانی بخیل کہا گیا ہے۔ چوتھے باب میں درود شریف پڑھنے کے چالیس محل و مقامات بتائے گئے ہیں۔ پانچواں باب چار حصوں پر مشتمل ہے جو آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ یہاں سورۃ الاحزاب کی آیت 56 کا پس منظر اور جنگ خندق کے حالات بیان کئے گئے ہیں اور درود شریف پڑھنے کے بیش بہا ثمرات کا ذکر ہے۔ آگے کچھ ضمنی بحثیں ہیں۔

''من الظلمات الی النور'' کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا ہے یہ سفر ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔ کفر سے کوئی انسان نکل کر اسلام میں داخل ہو جائے تو یہ اس کے لیے کافی نہیں بلکہ اس کے لیے خوب سے خوب تر کی طرف بڑھنا ضروری ہے۔ مسلمانوں کے ہاں جسمانی اور روحانی طہارت کا طرفہ انداز میں تذکرہ ہے کیونکہ اسلام جیسی طہارت کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ درود شریف کا پڑھنا آپؐ کو خوش کرتا ہے، جبکہ یہودی کی اسلام دشمنی آپؐ کو اذیت پہنچاتی ہے۔ اسی طرح درود شریف پڑھنے سے گریز کرنے والے کو آپؐ نے بخیل فرمایا ہے۔ منافقت کی بحث کرتے ہوئے بتایا ہے کہ آج کے مسلمانوں میں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کا رویہ سراسر نفاق ہے۔ وہ اپنے طرزِ عمل سے یہودیوں کی طرح حضور ﷺ کو اذیت پہنچا رہے ہیں۔ آپس میں سلام کو رواج دینے کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کا ذکر ہے اور سلام سے گریز یہودیوں کا مزاج ہے۔ نور کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ نور اور پاکیزگی لازم و ملزوم ہیں۔ اخلاق کے ضمن میں آپؐ کی ہستی نورٌ علیٰ نور تھی۔ آپؐ کی سکھائی ہوئی دعائے نور بھی یہاں درج ہے۔

آخر میں جذبۂ خیر خواہی کے تحت مصنف نے نصیحت کی ہے کہ مسلمان سنجیدگی کے ساتھ اپنے کردار و عمل کا جائزہ لیں۔ کافروں کی نقالی چھوڑیں۔ NGO's کی سرگرمیوں کا حصہ بن کر کفر کو تقویت نہ دیں اور نہ ہی کوئی ایسا کام کریں جس سے اسلام کی بدنامی ہوتی ہے۔

☆☆☆

②

نام کتاب : افکارِ علوی

مصنف : مولانا سعید الرحمٰن علوی

صفحات: 207 قیمت: 200 روپے

ملنے کا پتہ: الفیصل ناشران، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

مولانا سعید الرحمٰن علوی معروف عالم دین ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف اور مترجم ہیں۔ درس و تدریس اور خطابت میں زندگی گزاری۔ لاہور سے شائع ہونے والے مشہور اور ہر دل عزیز ہفت روزہ ''خدام الدین'' کے سالہا سال ایڈیٹر رہے۔ ''افکارِ علوی'' مولانا سعید الرحمٰن کی اُن تقاریر کا مجموعہ ہے جو ریڈیو پاکستان سے حی علی الفلاح پروگرام میں نشر ہوتی رہیں۔ یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب میں عنوان سے متعلقہ تقاریر درج کی گئی ہیں۔ ابواب کے عنوان اس طرح ہیں

1 قرآنیات، تفسیر اور فقہ
2 سیرت نبویؐ اور تذکرہ صحابہؓ
3 تصوف و سلوک
4 عبادات، اخلاقیات، معاملات اور حقوق العباد
5 اکابر کا عشق نبویؐ
6 تحصیل علم، عدل و احسان اور راہ اعتدال

تمام تقاریر ٹھوس اسلامی تعلیمات پر مشتمل اور پراثر ہیں۔ مولانا سعید الرحمٰن علویؒ کی وفات کے بعد یہ تقاریر اُن کے عزیز عزیز الرحمٰن خورشید نے مرتب کر کے شائع کی ہیں۔ کمپوزنگ میں سنجیدگی سے کام نہیں لیا گیا۔ اغلاط ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

❋ ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
❋ ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
❋ نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

انسدادفحاشی مہم کے سلسلہ میں امیر حلقہ سرگودھا کا دورۂ بھکر

5دسمبر2013ءڈاکٹر شیخ رفیع الدین امیر حلقہ سرگودھاڈویژن صبح ساڑھے سات بجے میانوالی پہنچے۔اور یہاں سے راقم کو ساتھ لے کر بھکر روانہ ہوئے۔ساڑھے آٹھ بجے چاندنی چوک میں مختصر قیام کے بعد کلورکوٹ روانہ ہوگئے۔کلورکوٹ میں ہم سب سے پہلے عیدگاہ والی مسجد اور مدرسہ میں گئے۔وہاں انسدادفحاشی مہم کے حوالے سے پمفلٹ تقسیم کئے۔اس کے بعد جامع رحیمیہ میں حاضری ہوئی۔اہل مدرسہ نے عزت ومحبت سے خوش آمدید کہا اور تواضع کی۔یہاں مفتی عمران صاحب سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے انسدادفحاشی مہم کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔مدرسہ سے رخصت ہوکر گورنمنٹ ہائی سکول کلورکوٹ گئے،جہاں سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب سے ملاقات کی۔اُن کے ساتھ بھی انسدادفحاشی مہم کے سلسلے میں تفصیلی گفتگو ہوئی۔انہوں نے تنظیم اسلامی اس کاوش کو سراہا اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔بعدازاں گورنمنٹ کالج کلورکوٹ کے پرنسپل صاحب اوران کے سٹاف کے ساتھ تفصیلی گفتگو ہوئی۔انہوں نے بھی اس مہم کو سراہا،اور دستخطی مہم کے سلسلے میں دستخطی فارم پر دستخط کئے۔کلورکوٹ اور دریاخان کے درمیان ایک بڑا قصبہ شاہ عالم ہے۔وہاں پرڈاکٹر شاہین صاحب سے ملاقات ہوئی۔

شاہ عالم سے دریاخان روانہ ہوئے۔دریاخان میں گورنمنٹ کالج دریاخان کے پرنسپل صاحب سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا اور انسدادفحاشی مہم کو سراہا۔دستخطی فارم پر دستخط کئے اور مہم کے سلسلے میں بروشرز نوٹس بورڈ پر آویزاں کروا دیئے۔دریاخان سے ڈگر قریشی کے لئے روانہ ہوئے،جہاں تنظیم کے ایک رفیق جناب عطاء المصطفٰی قیام پذیر ہیں۔ڈگر قریشی سے بھکر کے لیے روانگی ہوئی۔ظہر کی نماز بھکر میں مسجد تالاب والی منڈی ٹاؤن میں ادا کی۔قریب ہی ایک کیفے میں کھانا کھایا۔عصر کی نماز بھی اُسی مسجد میں ادا کی۔امام صاحب سے ملاقات ہوئی،توانہیں بھی اس مہم سے آگاہ کیا۔وہاں سے آگے بڑھے تو ضلع بھکر کے مشہور مدرسہ جامع قادریہ میں حاضر ہوئے۔وہاں بزرگ سیاسی شخصیت جمعیت علمائے اسلام کے سرکردہ راہنما مولانا محمد عبداللہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔یہ مدرسہ انہی کی زیرسرپرستی چل رہا ہے۔اُن کے صاحبزادے مولانا صفی اللہ صاحب مدرسہ کے ذمہ دار ہیں۔اس مہم کے سلسلہ میں ان کو بھی آگاہ کیا۔وہاں سے آگے بڑھے تو بھکر شہر میں ڈاکٹر رفیع الدین کے احباب میں سے ڈاکٹر خالد صاحب سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے اس مہم کی حمایت کی اور دستخط کئے۔شام ہونے والی تھی۔امیر حلقہ راقم کے ہمراہ میرے غریب خانہ کی طرف روانہ ہوئے۔راستہ میں جامع رحیمیہ رضویہ میں مغرب کی نماز ادا کی اور جامعہ کے بانی مولانا عبدالرحیم رضوی صاحب سے ملاقات کی۔عشاء کی نماز سے کچھ دیر پہلے راقم کے گاؤں پہنچے۔نماز کی ادائی اور کھانے کے بعد آرام کیا۔اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد ڈاکٹر رفیع الدین صاحب نے سورۃ الحج کی آخری دوآیات کا درس دیا اور نمازیوں سے انسدادفحاشی مہم کے سلسلے میں دستخط لئے گئے۔ناشتہ پراُن کی راقم کے والد صاحب اور بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔مہم کے سلسلہ میں تمام گھر والوں نے دستخط کئے۔ناشتہ سے فارغ ہوکر روانہ ہوئے تو قریبی گاؤں کے نوجوان عالم دین مولانا عزیز الرحمٰن سے ملاقات کی۔وہ ماہنامہ میثاق کے قاری ہیں۔انہوں نے انسدادفحاشی مہم کو سراہا اور ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔دوبارہ بھکر شہر پہنچے اور گورنمنٹ کالج بھکر کے پرنسپل صاحب سے ملاقات ہوئی۔وہ ندائے خلافت کے مستقل قاری ہیں۔انہوں نے بھی تعاون کی یقین دہانی کرائی۔بھکر سے ڈلے والا کے لئے روانہ ہوئے۔وہاں پر مدرسہ اشاعت القرآن کے ذمہ داروں سے ملاقات کی۔انہوں نے بھی تعاون کا یقین دلایا۔چاندنی چوک پہنچے تو وہاں نماز جمعہ ادا کی۔خطیب صاحب کو مہم کا تعارف کرایا اور دستخط لئے اور واپسی کا سفر اختیار کیا۔(مرتب:ڈاکٹر شادی بیگ خان)

حلقہ فیصل آباد کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ فیصل آباد کا سہ ماہی اجتماع حسب روایت قرآن اکیڈمی سعید کالونی میں منعقد ہوا۔شرکاء کی تعداد100 کے قریب تھی۔پروگرام کا آغاز قاری عنایت اللہ نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔اس کے بعد کفیل احمد ہاشمی نے سورہ ال عمران کی آیات (190تا195) کا درس دیا۔سامعین نے ہمہ تن گوش ہوکر درس سنا۔اس کے بعد درس حدیث کے لئے ڈاکٹر غلام دستگیر کو دعوت دی گئی۔انہوں نے صبر کی اہمیت وفضلیت کو مدلل طریقے سے حاضرین کے سامنے پیش کیا۔پروگرام کے تیسرے مقرر حلقہ کے ناظم دعوت و تربیت حافظ شفیق احمد تھے۔انہوں نے ''تکبیر رب'' کے موضوع پر سیر حاصل بحث کی،اور تنظیم اسلامی کی انقلابی فکر کو شرح وبسط کے ساتھ پیش فرمایا۔تنظیم کے مرکزی رہنما انجینئر مختار حسین فاروقی نے ''فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔انہوں نے بڑے دلنشیں انداز میں اس فریضہ کو اجاگر کیا۔چائے کے وقفہ کے بعد انسدادفحاشی کی دستخطی مہم کے حوالے سے چند رفقاء نے اپنے تجربات اور احساسات سے حاضرین مجلس کو آگاہ کیا۔جس کے بعد شیخ محمد سلیم نے کلام اقبال پیش کیا۔اُن کے بعد ڈاکٹر عبدالسمیع نے ''فحاشی:ایک کبیرہ گناہ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔آخر میں امیر حلقہ نے انسدافحاشی مہم کی اہمیت کو اجاگر کیا۔نماز ظہر کے بعد شرکاء کو کھانا پیش کیا گیا۔اس کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔(مرتب۔حافظ ارشد علی۔معاون ناظم نشرواشاعت حلقہ فیصل آباد)

نیل منتظر ہے پھر ---!

سرزمین مصر میں صہیونیت نواز فوجی حکومت کی جانب سے الاخوان المسلمون کی حکومت کے خاتمہ،اخوان پر پابندی اور اُس کے رہنماؤں اور کارکنوں پر جبر و تشدد کے تناظر میں

عابد شفیع احمد

زمینِ نیل،نیل گوں
جہاں میں جس کا ہے فُسوں
لہو میں تر بہ تر ہے یہ
کہ سُرخ سرتاسر ہے یہ
وجہ بھلا وہ کیا ہوئی
وہ کون سی خطا ہوئی
جو یہ کڑی سزا ہوئی
سُنو،سُنو،سُنو،سُنو
فرعونِ مصر سے کہا
یہ ساحروں نے غرب کے
کہ ہم نوا تھے اُن کے پھر
جُہال کچھ شرق کے
نظامِ حق جو آگیا
دلوں پہ گروہ چھا گیا
تو پھر رہیں گے ہم نہ تُو
بس ہوگا صرف اللہ ھُو
دَوام چاہیے اگر
تو اوڑھ استم قہر
وگرنہ پھر چلے گا نہ
ہمارا تو کبھی سحر
ہمارا تو کبھی سحر
فرعونِ مصر نے کہا
شروع کرو ستم جفا
رہے نہ کوئی اس دفعہ
جو مانتا ہو اک خُدا
مگر اُسے نہیں خبر
کہ رات ہے یہ مختصر
بقا فنا کا فیصلہ
خُدا پہ منحصر ہے پھر
فرعونِ مصر سے کہو
کہ نیل منتظر ہے پھر

Why don't economists like Bitcoin?

Paul Krugman and others can't get behind the virtual currency

By Adrianne Jeffries

Nobel prize-winning economist and New York Times columnist Paul Krugman wrote a blog post this weekend with a tantalizing title, "Bitcoin Is Evil," that has provoked the expected backlash from proponents of the virtual currency.

The headline over-promises, unfortunately — while you could make an argument that Bitcoin nefariously wastes computer power, enables crime, and encourages anarchy, that's not what Krugman's saying. (Science fiction writer Charlie Stross' "Why I want Bitcoin to die in a fire" is more satisfying.) Instead, Krugman attacks Bitcoin's economic fundamentals for the zillionth time.

Almost any time you see someone from a university praising Bitcoin, that person is from the computer science department. And if you see someone from a university criticizing Bitcoin, that person is likely from the economics department. It's understandable why technologists gravitate toward a math-based currency. But why don't economists like Bitcoin?

It's not that economists are Luddites, as Bitcoin fanatics might say, although no doubt there is an element of bedeutungslosigkeitschmach. Rather, it's because the odds are objectively against Bitcoin's long-term success. It's very difficult to start anything that depends on a lot of people using it, and the challenges proliferate when that thing is a whole entire new type of money. There are countless possible deaths of Bitcoin. The technology fails. Overspeculation causes an irrecoverable crash. The price never settles down. Deflationary pressure annihilates liquidity. A government shuts it down. A new currency makes it obsolete. Users abandon it for some other reason. And so on.

"Objectively, the odds are against Bitcoin's long-term success"

It's difficult to predict what will happen to Bitcoin because it is unlike any currency ever created. You can draw parallels to monetary anomalies like e-Gold, the stone coin statues of Yap, or the Iraqi dinar, but there's never been anything quite like it. Instead of a central authority, it is governed by a computer protocol. Instead of serving one country or group of countries, it serves the whole world. And because its source code is public, anyone can launch their own version of Bitcoin at any time.

"It's something economists had never had to think about until this was developed, and we're just beginning to think through all the implications of it," says Steve Horwitz, an economist at St. Lawrence University who studies private monetary systems. "There's not a unanimous opinion for sure."

University of Berkeley economist Brad DeLong believes that Bitcoin will fail because the cost of producing a Bitcoin clone is zero. George Mason economist Tyler Cowen agrees, and adds a warning about deflation. Krugman's main concern of late is the predictability of Bitcoin's value in the future.

Bitcoin's success has the potential to disrupt a lot of ideas about money. "To be successful, money must be both a medium of exchange and a reasonably stable store of value," Krugman writes. He isn't convinced that Bitcoin is a good medium of exchange, but it's the store of value question where Bitcoiners think very differently from economists. In Krugman's mind, a currency that is a reliable store of value is traditionally either backed by a central authority willing to buy back the currency, the way the dollar is backed by the Treasury, or it has some intrinsic value, the way

gold can be made into jewelry. If a currency has no central authority and no intrinsic value, people can't trust that it will retain value over time.

"It's something economists had never had to think about until this was developed."

There is some evidence that human psychology may assume a store of value where an economist would say there is none, however. In 1993, Saddam Hussein started printing his own currency, the Saddam dinar, which citizens were told to exchange for their old 25-dinar notes. Citizens had little confidence in the dictator, who was printing Saddam dinars like crazy. They kept using their old dinars as a medium of exchange and believed it was a relatively stable store of value. Of course, they were wrong. The old dinar gained in value until one was worth 300 Saddam dinars. But in 2003, the US occupation government announced a new Iraqi dinar at an exchange rate that cut the old dinar's value in half.

If Bitcoin is successful, it could prove that money doesn't need to function as a stable store of value — the price of Bitcoin could jump around constantly, and in the age of the internet it's trivial to program prices of goods and services to fluctuate with it.

Its success could also prove that use as a medium of exchange can be the basis for believing a currency is a store of value. If people believe that they will be able to buy things with Bitcoin and exchange it for other currencies indefinitely, which could convince them to use it as a store of value. Many early adopters have already put their savings into Bitcoin. And if the technology is sound and the user base is (eventually) global, that doesn't seem that insane. That's why technologists keep talking about Bitcoin as a means of exchange when Krugman asks them why it's a stable store of value: if Bitcoin takes off as a global means of exchange that could be enough to make it succeed. The Economist put it best: "All currencies involve some measure of consensual hallucination, but Bitcoin... involves more than most."

سیرتِ مطہرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دلپذیر موضوع پر
بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فکر کا نچوڑ
سیرتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
سیرت طیبہ پر ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری خطابات کا مجموعہ
جو قبل ازیں قسط وار ہفت روزہ ندائے خلافت کے صفحات کی زینت بن چکا ہے
اب کتابی صورت میں چھپ کر آ گیا ہے
عمدہ طباعت — دیدہ زیب ٹائٹل
صفحات: 240 — قیمت: 180 روپے
خود مطالعہ کیجیے
دوستوں کو تحفتاً پیش کیجیے
ملنے کا پتہ
مکتبہ خدام القرآن لاہور
قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-35869501(042)
فیکس: 85834000(042) ای میل maktaba@tanzeem.org
ویب سائٹ: www.tanzeem.org

قرآن حکیم کی عظمت، تعارف اور حقوق و مطالبات
جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ
قرآن حکیم اور ہم
از ڈاکٹر اسرار احمدؒ
دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ تقریباً 500 صفحات پر مشتمل فکر انگیز تالیف
خود پڑھیے۔ دوسروں کو تحفہ میں دیجیے!
اشاعت خاص (مجلد):
امپورٹڈ آفسٹ پیپر، قیمت: 400 روپے
اشاعت عام (پیپر بیک):
امپورٹڈ بک پیپر، قیمت: 270 روپے
مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: 3-35869501-042
maktaba@tanzeem.org